عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

قیمت: ۵ روپے

جلد نمبر ۱۹ | ۶ تا ۱۹ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ بمطابق ۲ تا ۱۵ مارچ ۲۰۰۱ء | شمارہ نمبر ۲۱/۲۲

قربانی
فضائل و مسائل

نور سے جس کے ملے راز حقیقت کی خبر

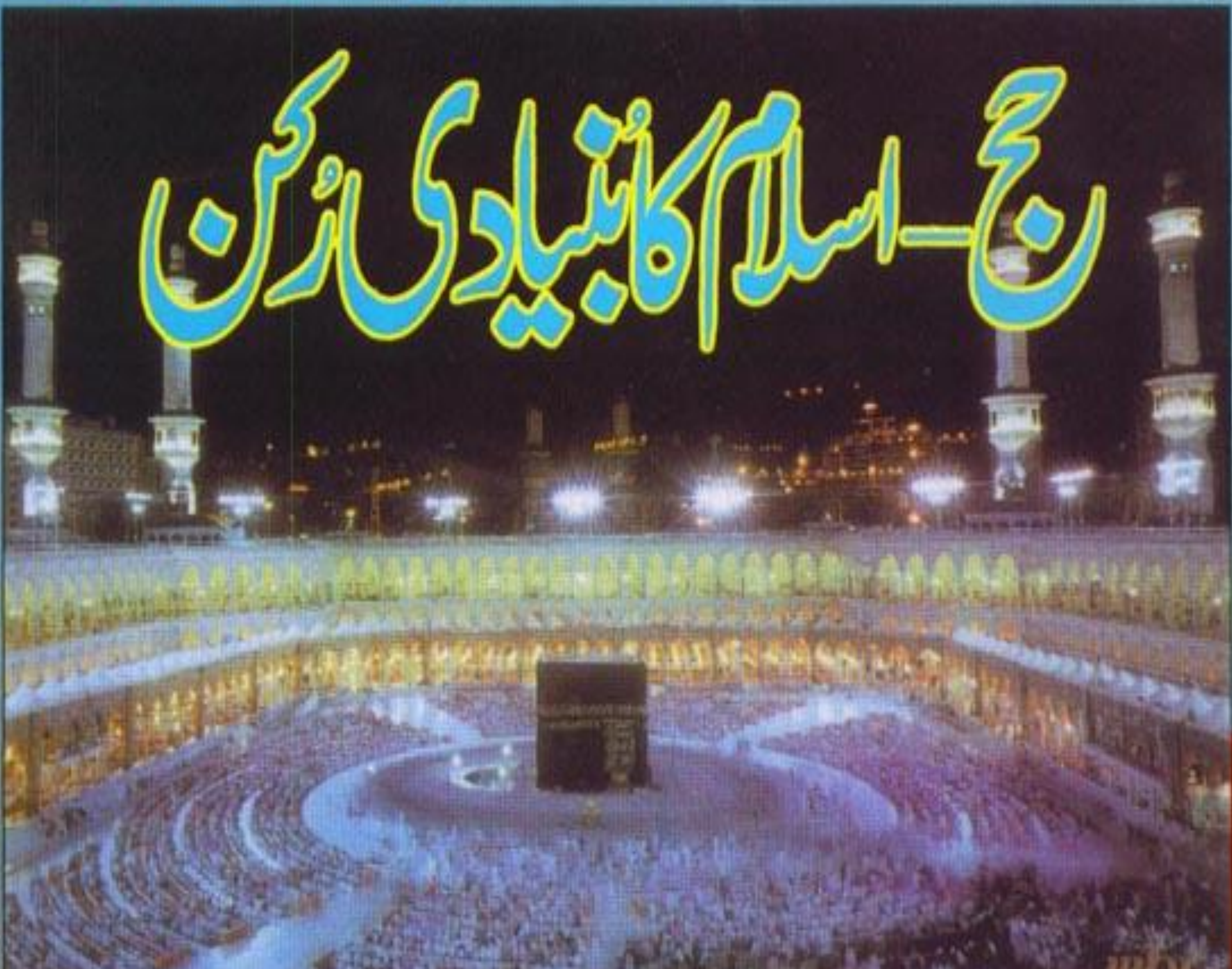

تحفظِ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

کراچی میں علمائے کرام کی شہادت
اتفاقی سانحہ یا بین الاقوامی سازش

Email:webmaster@khatme-nubuwwat.org http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

قربانی کے واجب ہونے کی چند اہم صورتیں:

س...... میرے پاس کوئی پونجی نہیں ہے اگر بقرعید کے تین دنوں میں کسی دن بھی میرے پاس ۲۶۲۵ (دو ہزار چھ سو پچیس) روپے آجائیں تو کیا مجھ پر قربانی کرنا واجب ہوگی؟ (آج کل ساڑھے باون تولے چاندی کے دام بحساب پچاس روپے فی تولہ ۲۶۲۵ روپے بنتے ہیں۔)

ج...... جی ہاں! اس صورت میں قربانی واجب ہے۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ زکوٰۃ اور قربانی کے درمیان کیا فرق ہے؟ سو واضح رہے کہ زکوٰۃ بھی صاحب نصاب پر واجب ہوتی ہے۔ اور قربانی بھی صاحب نصاب ہی پر واجب ہے۔ مگر دونوں کے درمیان دو وجہ سے فرق ہے۔ ایک یہ کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لئے شرط ہے کہ نصاب پر سال گزر گیا ہو، جب تک سال پورا نہیں ہوگا زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ لیکن قربانی کے واجب ہونے کے لئے سال کا گزرنا کوئی شرط نہیں بلکہ اگر کوئی شخص تین قربانی کے دن صاحب نصاب ہوگیا تو اس پر قربانی واجب ہے۔ جبکہ زکوٰۃ سال کے بعد واجب ہوگی۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ نصاب نامی (بڑھنے والا) ہو، شریعت کی اصطلاح میں سونا، چاندی، نقد روپیہ، مال تجارت اور چرنے والے جانور "مال نامی" کہلاتے ہیں۔ اگر کسی کے پاس ان چیزوں میں سے کوئی چیز نصاب کے برابر ہو اور اس پر سال بھی گزر جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی مگر قربانی کے لئے مال کا نامی ہونا بھی شرط نہیں۔ مثال کے طور پر کسی کے پاس اپنی زمین کا غلہ اس کی ضروریات سے زائد ہے اور زائد ضرورت کی قیمت ۲۶۲۵ روپے کے برابر ہے چونکہ یہ غلہ مال نامی نہیں، اس لئے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، چاہے سال بھر پڑا رہے، لیکن اس پر قربانی واجب ہے۔

س...... میری دو بیٹیوں کے پاس پندرہ سولہ سال کی عمر سے دو تولے سونے کے زیور ہیں وہ اس کی مالک ہیں وہ ہماری زیر کفالت ہیں، ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ ہم ان کی طرف سے قربانی کرسکیں۔ کیا ان بیٹیوں پر قربانی واجب ہے؟ اگر فرض ہے تو وہ قربانی کس طرح کریں؟ جبکہ ان کے پاس نقد پیسے نہیں؟ واضح رہے کہ دو تولے زیور کے دام تقریباً سات ہزار روپے بنتے ہیں۔

ج...... اگر ان کے پاس کچھ روپیہ پیسہ بھی رہتا ہے تو وہ صاحب نصاب ہیں، اور ان پر زکوٰۃ اور قربانی دونوں واجب ہیں، اور اگر روپیہ پیسہ نہیں رہتا تو وہ صاحب نصاب نہیں اور ان پر زکوٰۃ اور قربانی بھی واجب نہیں۔

س...... ہماری شادی کو ۴۱ سال ہوگئے لیکن میری بیوی نے صرف دو بار قربانی کی۔ کیونکہ میرے پاس اس کی طرف سے قربانی کرنے کے پیسے نہیں تھے۔ لیکن اس کے پاس اس تمام مدت میں کم و بیش تین چار تولے سونے کے زیور رہے ہیں۔ کیا میری بیوی پر اس تمام مدت میں ہر سال قربانی فرض تھی، کیونکہ اس تمام مدت میں ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت بہرحال تین چار تولے سونے سے کم رہی۔ اگر فرض تھی تو کیا ۳۹ سال کی قربانی اس کے ذمہ واجب الادا ہیں؟ اگر ایسا ہے تو وہ اس سے کیسے عہدہ برآں ہو؟ واضح رہے کہ ہم لوگ ہمیشہ اس خیال میں رہے کہ قربانی اس پر واجب ہے، جس کے پاس کم از کم ساڑھے سات تولے سونا ہو (نوٹ: ابھی کچھ زمانہ پہلے تک خالص چاندی کا روپیہ ہوتا تھا جس کا وزن ٹھیک ایک تولہ ہوتا تھا۔ جس کے پاس ۵۲ روپے اور ایک اٹھنی ہوتی وہ، بتوفیق الٰہی تین چار روپے کی بھیڑ، بکری لاکر قربانی کردیتا تھا۔ آج کل کے گرام اور ہوشربا نرخوں نے یہ مسائل عوام کے لئے مشکل بنادیئے ہیں)

ج...... یہاں بھی وہی اوپر والا مسئلہ ہے۔ اگر آپ کی اہلیہ کے پاس زیور کے علاوہ کچھ روپیہ پیسہ بھی بطور ملک رہتا تھا تو قربانی واجب تھی اور زکوٰۃ بھی، جس کے ذمہ قربانی واجب ہو اور وہ نہ کرے تو اتنی رقم صدقہ کرنے کا حکم ہے۔

س...... میری ایک شادی شدہ بچی جس کے پاس پندرہ سال کی عمر سے دو تین تولے سونے کا زیور رہا ہے اور شادی کے بعد اور زیادہ ہی ہے۔ اس کی طرف سے نہ میں نے کبھی قربانی کی نہ اس نے خود کی اور نہ شوہر اس کی طرف سے کرتا ہے۔ ایسے میں کیا میری اس بچی پر ۱۵ سال کی عمر سے قربانی فرض ہے اور وہ بھی تمام سالوں کی قربانیاں ادا کرے؟

ج...... اوپر کا مسئلہ من وعن یہاں بھی جاری ہے۔

س...... چند ایسے لوگ ہیں جن کے پاس نہ ۲۶۲۵ روپے ہیں نہ سونا ہے نہ چاندی ہے۔ لیکن ان کے پاس ٹی وی ہے، جس کے دام تقریباً دس ہزار روپے ہیں۔ ایسے لوگوں پر قربانی فرض ہے کہ نہیں؟

ج...... ٹی وی ضروریات میں داخل نہیں بلکہ لغویات میں شامل ہے، جس کے پاس ٹی وی ہو اس پر صدقہ فطر اور قربانی واجب ہے اور اس کی زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔

س...... میں زیادہ تر مقروض رہا، اس لئے میں نے بہت کم قربانی کی ہے۔ جبکہ میرے اور اخراجات ایسے ہیں کہ میں ان میں تھوڑا بہت رد و بدل کر کے قربانی کرسکتا ہوں۔ قرض اپنی جگہ پر ہے جس کو رفتہ رفتہ ادا کرتا رہتا ہوں تو کیا میرا ایسی حالت میں قربانی کرنا صحیح ہوگا؟

ج...... ان حالات میں یہ تو ظاہر ہے کہ قربانی آپ پر واجب نہیں، رہا یہ کہ قربانی کرنا صحیح بھی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کے حالات ایسے ہیں کہ آپ اس قرضہ کو بسہولت ادا کرسکتے ہیں تو قرض لے کر قربانی کرنا جائز بلکہ بہتر ہے ورنہ نہیں کرنی چاہئے۔

س...... سنا ہے کہ نابالغ بچوں پر قربانی فرض نہیں۔ میرا ایک نابالغ نواسہ میرے ساتھ رہتا ہے۔ کیا میں اس کی طرف سے قربانی کرسکتا ہوں؟ قربانی صحیح ہوگی؟

ج...... اگر آپ کے ذمہ قربانی واجب ہے تو پہلے اپنی طرف سے کیجئے اس کے بعد اگر گنجائش ہو تو نابالغ نواسے کی طرف سے بھی کرسکتے ہیں، مگر نابالغ کے بجائے اپنے مرحوم بزرگوں کی طرف سے کرنا بہتر ہوگا۔

س...... میرا ایک شادی شدہ بیٹا عرب میں رہتا ہے، اس نے نہ ہم کو قربانی کرنے کے لئے لکھا اور نہ قربانی کرنے کے لئے پیسے بھیجے۔ لیکن ہم والدین نے اس کی محبت میں اس کی طرف سے بکرا قربان کردیا، یہ قربانی صحیح ہوئی یا غلط؟

ج...... نفلی قربانی ہوگئی۔ لیکن واجب قربانی اس کے ذمہ رہے گی۔

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختم نبوۃ

۶ تا ۱۹ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ بمطابق ۲ تا ۱۵ مارچ ۲۰۰۱ء

جلد: ۱۹
شمارہ ۴۱/۴۲

سرپرست اعلیٰ: حضرت مولانا خان محمد مدظلہ
سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان
مدیر: مولانا اللہ وسایا

☆ بیاد گار ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت:

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆..........☆..........☆

سرکولیشن مینجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل وتزئین: محمد ارشد خرم، کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

فریضہ حج ایک بین الاقوامی عبادت اور مساوات کا بے مثال نمونہ! .... (اداریہ) 4
قربانی کے فضائل ومسائل .... (حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید) 6
حج اسلام کا بنیادی رکن .... (حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان) 9
کراچی میں علمائے کرام کی شہادت اتفاقی سانحہ یا بین الاقوامی سازش! ... (قاضی حبیب الرحمن) 15
تحفظ ناموس رسالت .... (ڈاکٹر محمود احمد غازی) 17
نور ہے جس کے لئے وہ حقیقت کی خبر! .... (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 18
طوفان سے ساحل تک! (گزشتہ سے پیوستہ) .... (محمد اسد) 20
وحدت امت کے خلاف قادیانیت کا گھناؤنا کردار .... (ابویوسف عتیق الرحمن) 24

زرتعاون بیرون ممالک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک ۶۰ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۵ روپے سالانہ ۲۵۰ روپے
ششماہی ۱۲۵ روپے

چیک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ [illegible] کراچی (پاکستان) ارسال کریں

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲، ۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — طابع: سید شاہ حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فریضہ حج ایک بین الاقوامی عبادت اور مساوات کا بے مثال نمونہ!

مساوات اور وحدت ملی کو بر نگ عبادت عملی صورت دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام میں سے صاحب استطاعت حضرات پر حج بیت اللہ جیسا فریضہ مقرر فرمایا تا کہ اس مقام پر مشرق و مغرب، شمال و جنوب عرب و عجم دنیا کی تمام اقوام یکساں انداز سے جمع ہوں تا کہ ان میں اونچ نیچ کے جراثیم بالکل ختم ہو جائیں، اور اس مساویانہ روحانی اجتماع سے پیدا شدہ عملی مساوات کے نمونہ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی تمام زندگی اسی مساوات اور باہمی برابری کے ساتھ گزار دیں۔ قرآن و سنت کی روشنی میں حج اس دنیا کا ایک عالمی روحانی اجتماع ہے، جس میں ساری قومیں برابری کے ساتھ حصہ لیتی ہیں، اس لئے ان میں قدرتی طور پر اخوت اسلامی، عالمی مساوات اور عالمی بھائی چارہ اور عالمی خدمت کا جذبہ ابھرنا چاہئے پھر ادائیگی حج کی تمام صورتوں میں مساوات رکھی گئی ہیں تا کہ حج پر آنے والے افراد میں بھی باہم یکسانی رونما ہو، لباس بھی سب کا ایک ہو، وضع بھی ایک، اور افعال بھی سب کے ایک اور یکساں ہوں، امیر و غریب، بادشاہ و گدا، خواص و عوام، عالم و جاہل، نیک و بد، سب کے سب ایک ہی لباس میں پروانوں کی مانند چکر لگا کر طواف کریں اور اس پر جاں نثاری کا ثبوت دیں، اسی طرح میدان عرفات میں ایک ہی وضع میں جمع ہو کر اپنے رب کے حضور گڑگڑائیں، فریاد کریں، مزدلفہ اور منیٰ میں بھی ایک ہی انداز سے گریہ وزاری میں محو اور مست نظر آئیں، صفا و مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان بھی اسی انداز سے گرویدگی اور محویت سے عاشقانہ اور والہانہ انداز میں دوڑ لگائیں، قافلے در قافلے، گروہ در گروہ کسی دنیوی یا معاشرتی نعرہ کی بجائے "لبیک اللھم لبیک، لبیک لاشریک لک لبیک" کی صدائیں بلند کریں، تا کہ باہمی یکسانیت کے ساتھ ان کی بندگی میں بھی یکسانیت پائی جائے۔ جب لاکھوں افراد ایک ہی فقیرانہ لباس میں، ایک ہی نقل و حرکت، ایک ہی عمل، ایک ہی مرکز، اور ایک ہی رخ ہو تو کیسے ممکن ہے کہ اس مساویانہ انداز میں ہو کر ان میں کوئی اونچ نیچ کا تصور بھی باقی رہے؟ ظاہر و باطن کی برابری اور یکسانیت کا ایسا سچا مظاہرہ سوائے اسلام کے اور کسی نے کر کے نہ دکھایا ہے اور نہ ہی دکھلا سکتا ہے؟

بہرکیف حج ایک بین الاقوامی عبادت، بین الاقوامی مساوات، بین الاقوامی اخورت بھائی چارہ، اور بین الاقوامی تعاون کا ایک بے نظیر اور عظیم المرتبت نمونہ ہے جس میں سوچ و فکر کا مرکز ایک، اور سب کی انسانیت بھی ایک ہو کر دنیا کے سامنے آتی ہے، جس کے ذریعہ سے اونچ نیچ، نفرت و حقارت کے تمام جراثیم بالکل ختم ہو جاتے ہیں۔ آج دنیا میں جو قومیں مساوات اور بھائی چارہ کی لفظی رٹ لگا رہی ہیں وہ اسلام کے اس دیے

ختم نبوۃ

ہوئے بے مثال نمونہ کو سامنے رکھ کر عبرت حاصل کریں اور غور وفکر کر کے جواب دیں کہ اسلام نے وحدت ملی اور باہمی اخوت و بھائی چارہ کی جو فضا دنیا کو دی ہے کسی دوسرے مذہب میں اس کی کوئی ہلکی سی جھلک بھی نظر آتی ہے؟

عیدالاضحیٰ اور قربانی

عالم اسلام میں دوسرا تہوار عیدالاضحی کا دن ہے، یہ دن درحقیقت ایک بہت بڑی تاریخ کی یاد دلاتا ہے، آج سے ہزاروں سال قبل جب دنیا میں کفر وشرک کا غلبہ تھا، رسومات و بدعات کا زور تھا، چاند، سورج، ستاروں کی پرستش سر عام تھی، تو اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رشد و ہدایت اور ان کی راہ نمائی کے لئے اپنے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور انہوں نے مخلوق خدا کو اللہ تعالیٰ کی توحید سمجھائی۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اپنی زندگی میں مختلف امتحانات سے گزرنا پڑا، ان میں سے ایک مرحلہ ایسا بھی آیا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو میری راہ میں قربان کرو، بوڑھا باپ اپنے فرزند کو راہ خدا میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے، اور سعادت مند بیٹا اپنے والد کے ہاتھوں راہ خدا میں جان دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے، جب دونوں نے اپنی اپنی تیاری مکمل کر لی اور حکم خداوندی کی بجا آوری کے لئے باپ نے بیٹے کے زم و نازک گلے پر چھری رکھ دی تو قدرت خداوندی کا یہ کرشمہ دنیا کے سامنے آیا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بجائے ایک دنبے کی گردن کٹ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو باپ بیٹے دونوں کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ آنے والی نسلوں کے لئے اسے ایک یادگار دن بنا دیا۔ چنانچہ ہر سال اس دن کو اہل اسلام اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اسے جانور کی قربانی پیش کر کے مناتے ہیں۔ اور یہ قربانی یاد دلاتی ہے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے جذبہ ایثار و قربانی کی اور یہ یادگار اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ دین اسلام کی سربلندی اور حکم خدا کی بجا آوری کے لئے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر کے ایک مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان کہلانے کا حق دار بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمان قوم کو یہ جذبہ حقیقی عطا فرمائے۔ (آمین)

قارئین ختم نبوت متوجہ ہوں!

جو احباب ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے باقاعدہ طور پر قاری ہیں، ان کے نام کچھ بقایا جات واجب الادا ہیں۔ ان سے گزارش کی جاتی ہے کہ تمام احباب کو ریمائنڈر ارسال کئے جا چکے ہیں، جلد از جلد ادائیگی کر دیں اور زرتعاون ارسال کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ منی آرڈر، ڈرافٹ، چیک وغیرہ بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی کے پتہ پر ارسال کریں شکریہ............ (ادارہ)

قربانی کے فضائل و مسائل

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

فضائل قربانی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد ہر سال قربانی فرمائی، کسی سال ترک نہیں فرمائی۔ اس سے مواظبت ثابت ہوئی جس کا مطلب ہے لگاتار کرنا۔ اس طرح اس سے وجوب ثابت ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی نہ کرنے پر وعید فرمائی۔ احادیث میں بہت سی وعیدیں مذکور ہیں جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "جو قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔" قربانی کی بہت سی فضیلتیں ہیں۔ مسند احمد کی روایت میں ایک حدیث پاک ہے، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: "یہ قربانیاں کیا ہیں؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قربانی تمہارے باپ (ابراہیم علیہ السلام) کی سنت ہے۔" صحابہؓ نے پوچھا: "ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک بال کے عوض ایک نیکی ہے" اون کے متعلق فرمایا: "اس کے ایک بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے۔" (مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "قربانی سے زیادہ کوئی دوسرا عمل نہیں ہے۔ الا یہ کہ رشتہ داری کا پاس کیا جائے۔" (طبرانی)

قربانی کے دنوں میں قربانی کرنا بہت بڑا عمل ہے۔ حدیث میں ہے کہ: "قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں اور قربانی کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے وہ گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۸)

قربانی کس پر واجب ہے؟

چند صورتوں میں قربانی کرنا واجب ہے:

۱: کسی شخص نے قربانی کی منت مانی ہو تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔

۲: کسی شخص نے مرنے سے پہلے قربانی کی وصیت کی ہو اور اتنا مال چھوڑا ہو کہ اس کے تہائی مال سے قربانی کی جا سکے تو اس کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔

۳: جس شخص پر صدقۂ فطر واجب ہے اس پر قربانی کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے۔ پس جس شخص کے پاس رہائشی مکان، کھانے پینے کا سامان، استعمال کے کپڑوں اور روزمرہ استعمال کی دوسری چیزوں کے علاوہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کا نقد روپیہ، مال تجارت یا دیگر سامان ہو، اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔

☆...... مثلاً ایک شخص کے پاس دو مکان ہیں۔ ایک مکان اس کی رہائش کا ہے اور دوسرا خالی ہے تو اس پر قربانی واجب ہے، جبکہ اس خالی مکان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہو۔

☆...... یا مثلاً ایک مکان میں وہ خود رہتا ہو اور دوسرا مکان کرایہ پر اٹھایا ہے تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔ البتہ اگر اس کا ذریعہ معاش یہی مکان کا کرایہ ہے تو یہ بھی ضروریات زندگی میں شمار ہوگا اور اس پر قربانی کرنا واجب نہیں ہوگی۔

☆...... یا مثلاً کسی کے پاس دو گاڑیاں ہیں، ایک عام استعمال کی ہے اور دوسری زائد تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

☆...... یا مثلاً کسی کے پاس دو پلاٹ ہیں ایک اس کے سکونتی مکان کے لئے ہے اور دوسرا زائد، تو اگر اس کے دوسرے پلاٹ کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہو تو اس پر قربانی واجب ہے۔

☆...... عورت کا مہر معجّل اگر اتنی مالیت کا ہو تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔ یا صرف والدین کی طرف سے دیا گیا زیور استعمال سے زائد کپڑے نصاب کی مالیت کو پہنچتے ہوں تو اس پر بھی قربانی کرنا واجب ہے۔

☆...... ایک شخص ملازم ہے، اس کی ماہانہ تنخواہ سے اس کے اہل و عیال کی گزر بسر ہو سکتی ہے پس انداز نہیں ہو سکتی اس پر قربانی واجب نہیں جبکہ اس کے پاس کوئی اور مالیت نہ ہو۔

☆...... ایک شخص کے پاس زرعی اراضی ہے جس کی پیداوار سے اس کی گزر اوقات ہوتی ہے وہ زمین اس کی ضروریات میں سے سمجھی جائے گی۔

☆...... ایک شخص کے پاس ہل جوتنے کے لئے بیل اور دودھیاری گائے بھینس کے علاوہ اور مویشی اتنے ہیں کہ ان کی مالیت نصاب کو پہنچتی ہے تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔

۴: ایک شخص صاحب نصاب نہیں، نہ

قربانی اس پر واجب ہے لیکن اس نے شوق سے قربانی کا جانور خرید لیا تو قربانی واجب ہے۔

۵: مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

۶: صحیح قول کے مطابق بچے اور مجنون پر قربانی واجب نہیں، خواہ وہ مالدار ہوں۔

قربانی کا وقت:

۱:...... بقر عید کی دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ تک کی شام (آفتاب غروب ہونے سے پہلے) تک قربانی کا وقت ہے۔ ان دنوں میں جب چاہے قربانی کر سکتا ہے۔ لیکن پہلا دن افضل ہے، پھر گیارہویں تاریخ، پھر بارہویں تاریخ۔

۲:...... شہر میں نماز عید سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں۔ اگر کسی نے عید سے پہلے جانور ذبح کر لیا تو یہ گوشت کا جانور ہوا، قربانی نہیں ہوگی۔ البتہ دیہات میں جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی عید کے دن صبح صادق طلوع ہو جانے کے بعد قربانی کرنا درست ہے۔

۳:...... اگر شہری آدمی خود تو شہر میں موجود ہے مگر قربانی کا جانور دیہات میں بھیج دے اور وہاں صبح صادق کے بعد قربانی ہو جائے تو درست ہے۔

۴:...... ان تین دنوں کے دوران رات کے وقت قربانی کرنا بھی جائز ہے لیکن بہتر نہیں۔

۵:...... اگر ان تین دنوں کے اندر کوئی مسافر اپنے وطن پہنچ گیا یا اس نے کہیں اقامت کی نیت کر لی اور وہ صاحب نصاب ہے تو اس کے ذمہ قربانی واجب ہوگی۔

۶:...... جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے اس کے لئے ان دنوں میں قربانی کا جانور ذبح کرنا ہی لازم ہے۔ اگر اتنی رقم صدقہ خیرات کر دے تو قربانی ادا نہیں ہوگی اور یہ شخص گناہگار ہوگا۔

۷:...... جس شخص کے ذمہ قربانی واجب تھی اور ان تین دنوں میں اس نے قربانی نہیں کی تو اس کے بعد قربانی کرنا درست نہیں۔ اس شخص کو توبہ استغفار کرنی چاہئے اور قربانی کے جانور کی مالیت صدقہ خیرات کر دے۔

۸:...... ایک شخص نے قربانی کا جانور باندھ رکھا تھا، مگر کسی عذر کی بنا پر قربانی کے دنوں میں ذبح نہیں کر سکا تو اس کا اب صدقہ کر دینا واجب ہے۔ ذبح کر کے گوشت کھانا درست نہیں۔

۹:...... قربانی کا جانور خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مستحب ہے، لیکن جو شخص ذبح کرنا نہ جانتا ہو یا کسی وجہ سے ذبح نہ کرنا چاہتا ہو اسے ذبح کرنے والے کے پاس موجود رہنا بہتر ہے۔

۱۰:...... قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت زبان سے نیت کے الفاظ پڑھنا ضروری نہیں بلکہ دل میں نیت کر لینا کافی ہے اور بعض دعائیں جو حدیث پاک میں منقول ہیں اگر کسی کو یاد ہوں تو ان کا پڑھنا مستحب ہے۔

کسی دوسرے کی طرف سے نیت کرنا:

۱:...... قربانی میں نیابت جائز ہے یعنی جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے اگر اس کی اجازت سے یا حکم سے دوسرے شخص نے اس کی طرف سے قربانی کر دی تو جائز ہے لیکن اگر کسی شخص کے حکم کے بغیر اس کی طرف سے قربانی کی تو قربانی نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو اس کے حکم کے بغیر شریک کیا گیا تو کسی کی بھی قربانی جائز نہیں ہوگی۔

۲:...... آدمی کے ذمہ اپنی اولاد کی طرف سے قربانی کرنا ضروری نہیں، اگر اولاد بالغ اور مالدار ہو تو خود کرے۔

۳:...... اسی طرح مرد کے ذمہ بیوی کی جانب سے قربانی کرنا لازم نہیں، اگر بیوی صاحب نصاب ہو تو اس کے لئے الگ قربانی کا انتظام کیا جائے۔

۴:...... جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو وہ اپنی واجب قربانی کے علاوہ اپنے مرحوم والدین اور دیگر بزرگوں کی طرف سے بھی قربانی کرے۔ اس کا بڑا اجر و ثواب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے بھی ہم پر بڑے احسانات اور حقوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے گنجائش دی ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کی جائے، مگر اپنی واجب قربانی لازم ہے، اس کو چھوڑنا جائز نہیں۔

قربانی کن جانوروں کی جائز ہے:

۱: بکری، بکرا، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی کی قربانی درست ہے، ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی درست نہیں۔

۲: گائے، بھینس اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو بھی درست ہے، مگر ضروری ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو، اور یہ بھی شرط ہے کہ سب کی نیت قربانی یا عقیقہ کی ہو، صرف گوشت کھانے کے لئے حصہ رکھنا مقصود نہ ہو، اگر ایک آدمی کی نیت بھی صحیح نہ ہو تو کسی کی قربانی صحیح نہ ہوگی۔

۳: کسی نے قربانی کے لئے گائے خریدی اور خریدتے وقت یہ نیت تھی کہ دوسرے لوگوں کو بھی اس میں شریک کر لیں گے اور بعد میں دوسروں کا حصہ رکھ لیا تو یہ درست ہے۔

لیکن اگر گائے خریدتے وقت دوسرے لوگوں کو شریک کرنے کی نیت نہیں تھی بلکہ پوری گائے اپنی طرف سے قربانی کرنے کی نیت تھی، مگر اب دوسروں کو بھی شریک کرنا چاہتا ہے تو یہ دیکھیں گے کہ آیا اس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے یا نہیں اگر واجب ہے تو دوسروں کو بھی شریک کر سکتا ہے مگر بہتر نہیں اور اگر اس کے ذمہ قربانی واجب نہیں تھی تو دوسروں کو شریک کرنا درست نہیں۔

ختم نبوۃ

۴: اگر قربانی کا جانور گم ہو گیا اور اس نے دوسرا خرید لیا، پھر اتفاق سے پہلا بھی مل گیا تو اگر اس شخص کے ذمہ قربانی واجب تھی جب تو صرف ایک جانور کی قربانی اس کے ذمہ ہے۔ اور اگر واجب نہیں تھی تو دونوں جانوروں کی قربانی لازمی ہو گئی۔

۵: بکری اگر ایک سال سے کم عمر کی ہو خواہ ایک ہی دن کی کمی ہو تو اس کی قربانی درست نہیں۔ پورے سال کی ہو تو درست ہے، اور گائے یا بھینس پورے دو سال کی ہو تو قربانی درست ہو گی۔ اس سے کم عمر کی ہو تو درست نہیں اور اونٹ پورے پانچ سال کا ہو تو قربانی درست ہو گی۔

۶: بھیڑ، یا دنبہ اگر چھ مہینے سے زائد کا ہو اور اتنا فربہ یعنی موٹا تازہ ہو کہ اگر پورے سال والے بھیڑ دنبوں کے درمیان چھوڑا جائے تو فرق معلوم نہ ہو تو اس کی قربانی کرنا درست ہے، اور اگر کچھ فرق معلوم ہوتا ہے تو قربانی درست نہیں۔

۷: جو جانور اندھا یا کانا ہو یا اس کی ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زائد جاتی رہی ہو، یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو تو اس کی قربانی کرنا درست نہیں۔

۸: جو جانور اتنا لنگڑا ہو کہ صرف تین پاؤں سے چلتا ہو، چوتھا پاؤں زمین پر رکھتا ہی نہیں یا رکھتا ہے مگر اس سے چل نہیں سکتا تو اس کی قربانی درست نہیں، اور اگر چلنے میں چوتھے پاؤں کا سہارا تو لیتا ہے مگر لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

۹: اگر جانور اتنا دبلا ہو کہ اس کی ہڈیوں میں گودا تک نہ رہا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں۔ اگر ایسا دبلا نہ ہو تو قربانی درست ہے، جانور جتنا موٹا، فربہ ہو اسی قدر قربانی اچھی ہے۔

۱۰: جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا زیادہ دانت جھڑ گئے ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔

۱۱: جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں اس کی قربانی کرنا درست نہیں۔ اگر کان تو ہوں مگر چھوٹے ہوں اس کی قربانی درست ہے۔

۱۲: جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں اس کی قربانی درست ہے، اور اگر سینگ تھے مگر ٹوٹ گئے تو اگر صرف اوپر سے خول اترا ہے اندر کا گودا باقی ہے تو قربانی درست ہے اور اگر جڑ ہی سے نکل گئے ہوں تو اس کی قربانی کرنا درست نہیں۔

۱۳: خصی جانور کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے۔

۱۴: جس جانور کے خارش ہو تو اگر خارش کا اثر صرف جلد تک محدود ہے تو اس کی قربانی کرنا درست ہے اور اگر خارش کا اثر گوشت تک پہنچ گیا ہو اور جانور اس کی وجہ سے لاغر اور دبلا ہو گیا ہے تو اس کی قربانی درست نہیں۔

۱۵: اگر جانور خریدنے کے بعد اس میں کوئی عیب ایسا پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے اس کی قربانی درست نہیں، تو اگر یہ شخص صاحب نصاب اور اس پر قربانی واجب ہے تو اس کی جگہ تندرست جانور خرید کر قربانی کرے، اور اگر اس شخص کے ذمہ قربانی واجب نہیں تھی تو وہ اسی جانور کی قربانی کر دے۔

۱۶: جانور پہلے تو صحیح سالم تھا مگر ذبح کرتے وقت جو اس کو لٹایا تو اس کی وجہ سے اس میں کچھ عیب پیدا ہو گیا تو اس کا کچھ حرج نہیں، اس کی قربانی درست ہے۔

قربانی کا گوشت:

۱: قربانی کا گوشت اگر کئی آدمیوں کے درمیان مشترک ہو تو اس کو اٹکل سے تقسیم کرنا جائز نہیں بلکہ خوب احتیاط سے تول کر برابر حصہ کرنا درست ہے، ہاں! اگر کسی کے حصہ میں سر اور پاؤں لگا دیئے جائیں تو اس کے وزن کے حصہ میں کمی جائز ہے۔

۲: قربانی کا گوشت خود کھائے، دوست احباب میں تقسیم کرے، غریب مسکینوں کو دے اور بہتر یہ ہے کہ اس کے تین حصے کرے، ایک اپنے لئے، ایک دوست احباب عزیز و اقارب کو ہدیہ دینے کے لئے اور ایک ضرورت مند ناداروں میں تقسیم کرنے کے لئے، الغرض کم از کم تہائی حصہ خیرات کر دے لیکن اگر کسی نے تہائی سے کم گوشت خیرات کیا، باقی سب کھا لیا یا عزیز و اقارب کو دے دے تب بھی گناہ نہیں۔

۳: قربانی کی کھال اپنے استعمال کے لئے رکھ سکتا ہے، کسی کو ہدیہ بھی کر سکتا ہے لیکن اگر اس کو فروخت کر دیا تو اس کے پیسے نہ خود استعمال کر سکتا ہے نہ کسی غنی کو دینا جائز ہے، بلکہ کسی غریب پر صدقہ کر دینا واجب ہے۔

۴: قربانی کی کھال کے پیسے مسجد کی مرمت میں یا کسی اور نیک کام میں لگانا جائز نہیں، بلکہ کسی غریب کو ان کا مالک بنا دینا ضروری ہے۔

۵: قربانی کی کھال یا اس کی رقم کسی ایسی جماعت یا انجمن کو دینا درست نہیں جس کے بارے میں اندیشہ ہو کہ وہ مستحقین کو نہیں دیں گے، بلکہ جماعتی پروگراموں مثلاً کتابوں اور رسالوں کی طباعت واشاعت، شفاخانوں کی تعمیر، کارکنوں کی تنخواہ وغیرہ میں خرچ کریں گے، کیونکہ اس رقم کا کسی فقیر کو مالک بنانا ضروری ہے۔ البتہ ایسے ادارے کو دینا درست ہے جو واقعی مستحقین میں تقسیم کرے۔

۶: قربانی کے جانور کا دودھ نکال کر استعمال کرنا، یا اس کی پشم اتارنا درست نہیں، اگر اس کی ضرورت ہو تو وہ رقم صدقہ کر دینی چاہئے۔

۷: قربانی کے جانور کی جھول اور رسی بھی صدقہ کر دینی چاہئے۔

۸: قربانی کی کھال یا گوشت قصاب کو اجرت میں دینا جائز نہیں۔

۹: اسی طرح امام یا مؤذن کو بطور اجرت دینا بھی درست نہیں۔

ختم نبوۃ

حج: اِسلام کا بُنیادی رُکن

تحریر: مولانا مفتی محمد جمیل خان

حج کے ارکان کی ادائیگی آٹھ ذی الحجہ سے شروع ہوگی جبکہ احرام باندھ کر منیٰ کی طرف کوچ کرنا ہوگا اس لئے اب اگر آپ کے پاس کافی وقت ہے تو آپ حج سے قبل مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری سے فارغ ہو جائیں اور اگر وقت کم ہے تو مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حج کے بعد ہوگی (مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے آداب بعد میں بیان ہوں گے) اور اس دوران آپ کا قیام مکۃ المکرمہ میں ہوگا۔ اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ آپ کے پاس کل ۳۵ یا ۴۰ دن ہیں کیونکہ آپکی سیٹیں مخصوص ہیں اسی مدت میں آپ کو واپس آنا ہے اس لئے کوئی وقت بھی آپ کا عبادت سے فارغ نہیں ہونا چاہئے۔ آپ کو غفلت میں ڈالنے اور راہ سے بھٹکانے کے لئے بے شمار انتظامات بھی ہیں۔ بازار اشیاء سے بھرے ہوئے ہیں۔ رنگ رنگ کی چیزیں (جو پاکستان میں نظر بھی نہیں آتیں) موجود ہیں۔ اگر آپ اس میں مشغول ہوگئے تو سمجھ لیجئے کہ آپ عبادات سے گئے اس لئے بازاروں سے بچنے کی حتی الامکان کوشش کریں۔ حرم کی نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے کوئی نماز ضائع نہ ہو مکۃ المکرمہ میں بیت اللہ اور حرم کعبہ میں بے شمار مقدس مقامات ہیں ان کی زیارت کرنا ہر حاجی کے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح خانہ کعبہ کے علاوہ مکہ شہر میں بے شمار مقامات مقدسہ ہیں ان کی زیارت بھی حاجی کے لئے ضروری ہے۔

مسجد الحرام کا ایک ایک چپہ ہی بابرکت ہے لیکن بعض مقامات کو خاص فضیلت حاصل ہے بیت اللہ تو بہر حال تجلیات کا مرکز ہے اور مکہ میں قیام کے دوران سب سے اہم عبادت فرائض نماز کے بعد طواف ہے اس میں نہ وقت کی قید ہے اور نہ کپڑوں کی قید! بس جب وقت ملے فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور تہجد کے وقت خوب طواف کریں اپنے لئے والدین، رشتہ داروں، اساتذہ اور دوست احباب کی طرف سے خوب طواف کریں۔ بس طواف میں ایک بات کا خاص خیال رکھیں کہ طواف کے بعد دو رکعت نماز واجب ہو جاتی ہے۔ اس کی ادائیگی عصر کے بعد اور فجر کے بعد حنفیہ کے ہاں مکروہ ہے اس لئے اشراق کے وقت یا مغرب کے بعد ان رکعتوں کی ادائیگی ہوگی اور پانچ دس طوافوں کی ایک مرتبہ رکعتیں پڑھ سکتے ہیں یعنی مسلسل آٹھ دس طواف کئے جاسکتے ہیں بس سات چکر مکمل ہونے پر دوسرے طواف کی نیت کرلی جائے۔

طواف کے بعد دوسرے نمبر پر عبادت بیت اللہ کو دیکھنا ہے بس جتنی دیر حرم میں بیٹھنا ہو رزاق کائنات خالق دوجہاں کی تجلیات کے مرکز بیت اللہ پر نگاہ رکھے بلکہ فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ دیکھ کر پھر نگاہ نیچی کرے اور پھر دیکھے، اسی طرح کرتا رہے۔

حجر اسود

جنت کا پتھر ہے اس کا بوسہ لینا سنت اور باعث برکت ہے رش کی بنا پر بوسہ لینا ممکن نہ ہوگا اس لئے اس کی طرف اشارہ کرکے استلام (ہاتھ چوم لینا) کرتا رہے کوشش کرے کہ کم از کم ایک مرتبہ بوسہ لے لے۔

رکن یمانی

حجر اسود سے پہلے والا کونہ، یہ بھی متبرک مقامات میں سے ہے اس پر ہاتھ پھیرنا باعث برکت وثواب ہے۔

ملتزم

اللہ تعالیٰ کے دربار کا دروازہ بہت ہی بابرکت اور قبولیت دعا کی جگہ ہے جب وقت ملے ملتزم سے چمٹ جائے اور خوب رو رو کر دعائیں مانگیں یہاں سے کوئی بھی صدق دل سے توبہ کرنے والا محروم نہیں جاتا۔

حطیم

بیت اللہ کا حصہ جو کہ تعمیر سے رہ گیا قریش نے جب تعمیر کی تو حلال رقم نہ ہونے کی بنا پر یہ حصہ پورا نہ کیا جاسکا اور کعبۃ اللہ سے باہر رہ گیا۔ سنگ مرمر کی دیوار کھینچی ہوتی ہے طواف اس دیوار سے باہر کیا جاتا ہے اس جگہ نماز پڑھنا بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنا ہے اس لئے جب بھی موقع ملے زیادہ وقت اس مقام پر گزارے کیونکہ تجلیات ربانی کا مرکز ہے۔

میزاب رحمت

بیت اللہ کی چھت پر لگا ہوا پرنالہ۔ اس مقام پر بھی دعا قبول ہوتی ہے اس کے نیچے بیٹھ کر خوب دعائیں مانگی جائیں۔

غلاف کعبہ

بہت ہی متبرک ہے کیونکہ ہر وقت بیت اللہ کے ساتھ چپکا ہوا ہے اس کو پکڑ کر رو رو کر خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگی جائیں۔

چاہ زم زم

زم زم کا کنواں جو کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے قدم مبارک سے پھوٹا تھا جو کہ ہزاروں سال سے اسی طرح جاری ہے قیام مکہ کے دوران کوشش یہی ہو کہ جب بھی پیاس لگے زم زم کا پانی پیئے۔ جہاں رہائش پذیر ہے وہاں بھی زم زم بھر کر لے جایا کرے۔

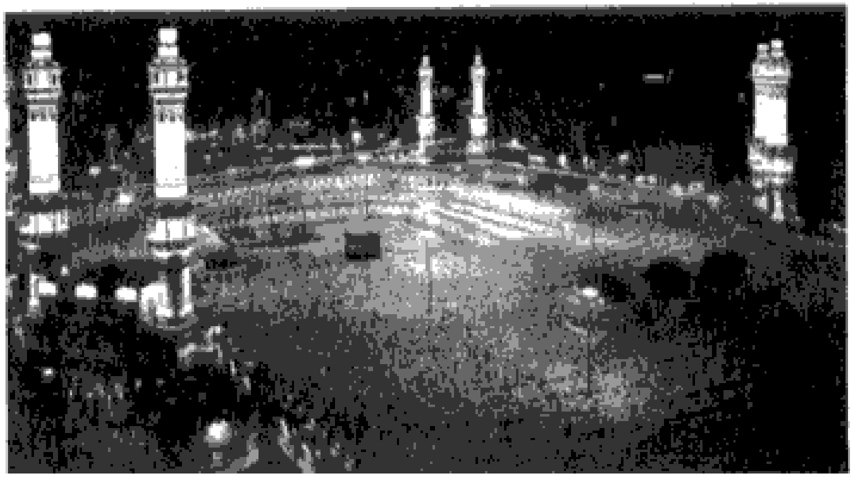

ختم نبوۃ

ایام حج

سات شوال کو حرم کے امام صاحب بعد نماز ظہر خطبہ دیتے یعنی تقریر کرتے ہیں اور حج کے پانچوں دن کے احکام بیان کرتے ہیں۔ یہ خطبہ دینا اور اس کا سننا سنت ہے۔ ضرور سنئے۔

حج کا پہلا دن ۸ ذی الحجہ

آج سورج نکلنے کے بعد منیٰ جانا ہے مفرد اور قارن تو پہلے سے ہی احرام باندھے ہوئے ہیں لیکن تمتع احرام کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو چکے وہ اور اہل حرم آج پہلے حج کا احرام باندھیں۔ سنت کے مطابق غسل کریں، احرام کی چادریں باندھ کر سر ڈھانک کر مسجد حرام میں آئیں۔ مستحب یہ ہے کہ پہلے طواف تحیہ ادا کریں اور حطیم میں مزاب رحمت کے نیچے یا جس جگہ بھی ممکن ہو دوگانہ احرام ادا کریں اور حج کی نیت کریں۔

"الھم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی"

"اے اللہ! میں نے حج کا ارادہ کیا ہے تو اس کو میرے لئے آسان اور قبول فرمالے۔"

اس کے بعد سر کھول کر قدرے بلند آواز سے تلبیہ کہیں۔ آہستہ آواز سے درود شریف پڑھیں اور یہ مسنون دعا مانگیں۔

"اللّٰھم انی اسئلک رضاک و الجنۃ و اعوذبک من غضبک والنار"

"اے اللہ! میں تیری رضا کا سوال کرتا ہوں اور جنت کا، تیری پناہ چاہتا ہوں تیرے غضب سے اور جہنم سے۔"

اب احرام کی پابندیاں ان پر بھی عائد ہو گئیں اور احرام پوش آفاقی وغیر آفاقی آگے پیچھے دوپہر تک منیٰ پہنچ جاتے ہیں اور ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نویں کی فجر پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھتے ہیں۔ منیٰ ہی میں رات گزارتے ہیں یہی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

حج کا دوسرا دن ۹ ذالحجہ

۹ ذی الحجہ کو آفتاب نکل آنے اور دھوپ پھیل جانے کے بعد منیٰ سے عرفات روانہ ہو جائے۔ اگر سویرے پہنچ جائیں تو کچھ دیر آرام کرلیں۔ اس کے بعد زوال سے پہلے توبہ استغفار تسبیح و تہلیل میں مصروف رہیں زوال ہوتے ہی مسجد نمرہ میں امام کے پیچھے ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ ظہر کے وقت میں ظہر وعصر کی نماز ملا کر پڑھے۔ اس جمع بین الصلوٰتین کے جواز کی مذکورہ ذیل پانچ شرطیں ہیں۔

(۱) میدان عرفات (۲) نویں ذی الحجہ (۳) دونوں نمازوں میں احرام بندھا ہو (۴) امام المسلمین یا اس کا نائب امیر الحج جماعت کرائے (۵) ظہر پہلے اور اس کے بعد ظہر کے وقت میں بلا فصل عصر پڑھی جائے امام مسافر ہو تو قصر کرے یعنی ظہر اور عصر دو دو رکعتیں پڑھے مقیم ہو تو پوری یعنی چار چار رکعتیں پڑھے۔ چونکہ آجکل ہجوم زیادہ ہوتا ہے اور حجاج کرام کے گم ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے اپنے اپنے خیموں میں ظہر اور عصر اپنے اپنے وقت میں ادا کرلی جائے امام مقیم ہونے کے باوجود قصر کرے تو حنفی حضرات ایسے امام کے پیچھے نماز نہ ادا کریں اپنے خیموں میں ادا کریں۔

وقوف عرفات

حجاج خداوند ذوالجلال والاکرام کے حضور میں انتہائی عاجزی وزاری اور خشوع و خضوع کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں دونوں ہاتھ دعا کی طرح آسمان کی طرف اٹھائیں نظریں جھکائے انتہائی ادب واحترام کے ساتھ باآواز بلند لبیک الھم لبیک "حاضر ہوں اے اللہ حاضر ہوں" کہہ کر دربار خداوندی میں حاضری دیتے ہیں اس یقین کے ساتھ کہ ہم اللہ جل جلالہٗ کے حضور میں کھڑے ہیں اور وہ ہمیں دیکھ رہے ہیں تسبیح و اور تہلیل و تکبیر کا نذرانہ عقیدت اور حبیب رب العالمین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ سلام کا تحفہ پیش کرتے ہیں۔ اللہ جل جلالہٗ اپنے عاجز و بے چارہ بندوں کے اس نذرانہ عقیدت اور تحفہ کو محض اپنی رحمت سے قبول فرماتے ہیں اور عرض مدعا کی اجازت دیتے ہیں بندے توبہ استغفار کے بعد اپنے اقرباء و احباء اور عامۃ المسلمین کے گناہوں کی مغفرت اور فلاح دارین کی درخواست پیش کرتے ہیں، حقوق العباد کے علاوہ تمام اگلے پچھلے چھوٹے بڑے گناہ کی مغفرت کا پروانہ اور رضا الٰہی کا انعام مل جاتا ہے، انوار و تجلیات الٰہی کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ بندے اس بے پایاں رحمت و کرم کو دیکھ کر غروب آفتاب تک اپنی، اپنے قرابتداروں، دوستوں اور عامۃ المسلمین کی حاجتیں نام بنام پیش کرتے رہتے ہیں۔ دعائیں قبول ہوتی رہتی ہیں۔ قبولیت کا خاص الخاص وقت عصر اور مغرب کے درمیان کا ہوتا ہے اس وقت آئندہ سال بلکہ ہر سال حاضری کی توفیق کی درخواست کرتے ہیں (گویا امیدواروں میں نام لکھواتے ہیں) جن لوگوں کی درخواست قبول کرنے میں خود ان کی کوئی مصلحت شامل نہیں ہوتی آئندہ سال کے لئے ان کی درخواست قبول ہو جاتی ہے غرض غروب آفتاب تک یہی مانگنے اور لینے دینے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

یہ وقت اور مقام دعاؤں اور مناجاتوں اور توبہ و استغفار کی قبولیت کا ایسا قیمتی وقت ہے کہ ایسا وقت سال میں ایک ہی مرتبہ آتا ہے اور وہ بھی ہر جگہ نہیں بلکہ اسی میدان عرفات کے مقدس خطہ میں، اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس قیمتی وقت کو اپنی زبان میں دل سے نکلی ہوئی دعاؤں اور التجاؤں میں صرف مانگ لیجئے۔ پتہ نہیں دوبارہ اس بارگاہ رحمت میں حاضری کی توفیق نصیب ہو یا نہ ہو ان دعاؤں کو پڑھئے نہیں بلکہ مانگئے یعنی ہر دعا کے متعلق علم ہو کہ میں نے کیا مانگا ہے یا کیا مانگ رہا ہوں۔

اس میں شک نہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسی جامع اور تمام دنیوی و اخروی مقاصد پر حاوی دعائیں سکھلادی ہیں کہ ان سے بہتر تو کیا ان کے ہم پلہ بھی کوئی دعا نہیں ہو سکتی لیکن غایت رحمت و کرم کی بناء پر جو لوگ ان مسنون دعاؤں کو یاد نہیں کر سکتے یا پڑھ نہیں سکتے ان کے لئے مندرجہ ذیل مختصر سی دعا جو آپ کی تمام دعاؤں پر حاوی اور محیط ہے۔ ہمیں بتلائی ہے اس کو تو یاد کر ہی لیجئے۔

اَللّٰھم انا نسئلك من خیرماسئلك منه نبیك وحبیبك محمد صلی الله علیه وسلم

اَللّٰھم انا نعوذبک من شر ما استعاذک منه نبیک وحبیبک محمدصلی الله علیه وسلم وانت المستعان وعلیک البلاغ ولا قوة الابا لله.

ترجمہ :۔ اے اللہ ہم تجھ سے اس خیر و خوبی کا سوال کرتے ہیں جس کا تجھ سے تیرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا ہے۔

اے اللہ ہم تیری پناہ ہر اس چیز کے شر سے چاہتے ہیں جس کے شر سے تیرے محبوب نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری پناہ چاہی ہے اور تجھ سے ہی مدد مطلوب ہے اور تیرے ہی اوپر بھروسہ ہے مقصود تک پہنچا دینے کا اور (کسی بھی قسم کی) قدرت اور (کسی بھی چیز کی) طاقت اللہ کے عطا فرمانے کے سوا (میسر) نہیں۔

چونکہ وقت بہت طویل ہے ہو سکے تو الحزب الاعظم یا اس کا خلاصہ مناجات مقبول یا کوئی مستند کتاب جو آپ کے پاس ہو کی دعائیں اول سے آخر تک پڑھیں باقی اصل بات وہی ہے کہ پڑھئے نہیں بلکہ مانگئے عاجزی اور گریہ وزاری کے ساتھ مانگئے۔ روئیے بلک بلک کر روئیے اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بنا کر ہی مانگئے۔ یاد رکھئے جو دل سے مانگیں گے ضرور ملے گا اور سوائے توبہ و استغفار اور دعائیں مانگنے کے اور کسی طرف متوجہ نہ ہو جائیے۔ جائز گفتگو بھی مجبوری کے بغیر نہ کیجئے کہ یہ وقت پھر نہیں آئے گا۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ زوال کے بعد سے دسویں کی صبح ہونے سے پہلے پہلے جو شخص حالت ہوش میں ہو یا بے ہوش، بے خبر ہو یا باخبر عرفات پہنچ گیا ہو یا لایا گیا ہو اس کا وقوف عرفہ ہو گیا یعنی فرض ادا ہو گیا...... سبحان اللہ کیا شان کریمی ہے۔

جس شخص کا کسی بھی وجہ سے مقررہ وقت میں وقوف عرفہ فوت ہو گیا اس کا حج فوت ہو گیا اس کو عمرہ کر کے یعنی حاجیوں کی طرح تمام مناسک (علاوہ قربانی) کے ادا کر کے احرام سے باہر آنا چاہئے اور اگلے سال اس حج کی قضا کرنی چاہئے (چاہے فوت شدہ حج فرض ہو یا نفل)

مزدلفہ

وقوف عرفات سے فارغ ہو کر غروب آفتاب کے بعد عرفات سے روانہ ہو جائیے راستہ میں تسبیح و تہلیل اور ذکر اللہ میں اور باآواز بلند تلبیہ کہنے میں مصروف رہئے مزدلفہ میں پہنچ کر مشعر حرام کے پاس ٹھہرنے کی کوشش کیجئے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مشعر حرام کے پاس قیام فرمایا تھا ورنہ حدود مزدلفہ میں جہاں بھی جگہ مل جائے راستہ سے ہٹ کر ٹھہرئیے اور سواری سے اتریئے، اترتے ہی پہلا کام یہ کیجئے کہ عشاء کے وقت میں اول مغرب کی نماز ادا کیجئے اس لئے کہ آج کے دن مغرب کا یہی وقت ہے۔ مغرب کے فرض پڑھ کر عشاء کے فرض پڑھئے۔ اس کے بعد مغرب کی سنتیں پھر عشاء کی سنتیں اور وتر پڑھئے اگر اتفاق سے مزدلفہ جلدی پہنچ جائیں تو عشاء کا وقت ہونے کا انتظار کیجئے چاہے جماعت کے ساتھ یا تنہا۔ ان دو نمازوں کو جمع کرنے کی چار شرطیں ہیں۔

(۱) احرام بندھا ہو (۲) وقوف عرفہ پہلے کر لیا ہو (۳) دسویں ذی الحجہ کی شب ہو (۴) عشاء کا وقت ہو چکا ہو۔

اس شب میں تمام رات جاگنا، ذکر اللہ، صلوٰۃ و سلام اور توبہ و استغفار وغیرہ میں مصروف رہنا چاہئے بعض علماء کے نزدیک مزدلفہ کی یہ رات شب قدر اور شب جمعہ سے بھی افضل ہے۔

پہلا واجب وقوف مزدلفہ

صبح صادق ہوتے ہی آج کل سعودی حکومت کی طرف سے صبح ہونے کی اطلاع کی غرض سے توپ چلتی ہے۔ فجر کی نماز اول وقت اپنے ساتھیوں کے ساتھ باجماعت پڑھئے۔ نماز پڑھتے ہی رب العالمین کے دربار میں شکریہ ادا کرنے، واپسی کی اجازت لینے اور رخصت ہونے کی غرض سے پھر پیش ہو جائیے یعنی "وقوف" کیجئے۔ حسب سابق انتہائی عجز و انکساری اور ادب و احترام کے ساتھ توبہ۔ استغفار اور تسبیح تحمید، تہلیل و تکبیر اور بندہ نوازی کا شکریہ ادا کرنے کے بعد بقیہ گناہوں کی معافی کی بھی انتہائی عاجزی بے چارگی کے ساتھ درخواست کیجئے۔ اللہ جل جلالہ و عم نوالہ، از روئے رحمت و کرم حقوق العباد (معاف کرانے) کا بھی ذمہ لیتے ہیں اور آپ کو تمام گناہوں سے اس طرح پاک و صاف کرنے کا وعدہ فرماتے ہیں جیسے آپ اس دن تھے جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے اس وعدے کی خبر سن کر مردود شیطان سر پیٹتا رہ جاتا ہے (جیسا کہ حدیث میں آیا ہے) اس وعدہ کریمانہ سے سرفراز فرما کر واپسی کی اجازت دیتے ہیں کہ جاؤ بقیہ مناسک ادا کرو اور عید کا لباس پہن کر مکہ مکرمہ میں حاضر ہو۔

سورج نکلنے سے چند منٹ پہلے وقوف کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور حاجی شاداں و فرحاں منیٰ روانہ ہو جاتے ہیں بیمار مرد اور عورتیں رات ہی کو منیٰ جا سکتے ہیں شیطان کو مارنے (رمی کرنے کے لئے) مزدلفہ سے کنکریاں چن لینا ہوں گی۔

راستہ میں مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان حد فاصل کے طور پر ایک وادی ہے جس کا قدیم نام بطن محسر ہے آج کل وادی النار کہتے ہیں۔ اس وادی میں اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا جس کا ذکر قرآن کریم کے اندر سورۃ الفیل میں موجود ہے۔ اگر اتفاقاً اس وادی میں سے گزرنا پڑے تو دوڑ کر گزر جائیے۔ ویسے آجکل سعودی حکومت نے اس کے چاروں طرف خاردار تار کھنچوا دیئے ہیں پیادہ منیٰ جانے والے حاجیوں کو روکنے کے لئے ایک سنتری بھی کھڑا ہے۔

دوسرا واجب جمرہ عقبہ کی رمی

افضل یہ ہے کہ مزدلفہ سے سیدھے جمرۃ العقبہ (بڑے شیطان) پر آئیے۔ یہ جمرہ منیٰ کے آخری کنارے پر واقع ہے۔ اس کو جمرۃ الاخری بھی کہتے ہیں۔ ہر کنکری پر بسم اللہ اکبر رضا للرحمٰن رغماً للشیطان۔ کہہ کر سات کنکریاں ماریں اور جمرۃ العقبہ کی رمی کرتے ہی تلبیہ ختم کر دیجئے۔

اللہ کے نام۔ اللہ کے نام سے (شیطان کو مارتا ہوں) اللہ ہی بڑا ہے (رحمٰن کو خوش کرنے اور شیطان کو ذلیل کرنے کی غرض سے) جمرۃ عقبہ کی رمی کا وقت طلوع فجر کے بعد سے زوال تک مستحب

ہے اس کے بعد مباح ہے۔ کثرت اژدحام کی وجہ سے دسویں کی رات بلا کراہیت جائز ہے اگر دسویں کی رات گزر گئی اور گیارھویں کی صبح ہو گئی تو اس رمی کی قضا بھی کرے گا اور تاخیر کا دم بھی لازم ہو گا۔

بوڑھے یا بیمار مرد، عورتیں، بچے اگر صبح ہونے سے پہلے نویں کی رات میں ہی رمی کرلیں تو ان کے لئے اجازت ہے۔

مرد، عورت، بوڑھے، بیمار، کمزور غرض ہر شخص پر اپنے ہاتھ سے رمی کرنا لازم ہے کسی دوسرے کو اپنا نائب بنانا یا دوسرے شخص کا از خود کسی کی طرف سے رمی کر دینا جائز نہیں سوائے اس بیمار یا معذور شخص کے جس کو اگر کمر پر لاد کر جمرہ کے پاس لے جائیں تب بھی اپنے ہاتھ سے کنکریاں نہ مار سکے۔ ایسے معذور کے لئے دوسرے شخص کو اپنی رمی کا نائب بنانا جائز ہے۔

تیسرا واجب قربانی

افضل یہ ہے کہ جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد ہی قربانی کریں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے لیکن اس زمانے میں یہ قربانی کرنا اتنا کٹھن کام ہے کہ جو لوگ کبھی مذبح جاکر جانور ذبح کر چکے ہیں وہی اس دشواری کو جانتے ہیں۔

بہر حال اگر آپ مفرد ہیں اور صرف حج کا احرام باندھا ہے تو آپ کے لئے قربانی کرنا مستحب ہے واجب نہیں آپ قربانی کئے بغیر حلق کرا کے احرام سے باہر آسکتے ہیں پھر ایام نحر میں جس وقت اور جس دن آسانی سے قربانی کر سکیں کر دیجئے نہ کیجئے آپ پر واجب نہیں ہے لیکن اگر آپ قارن یا متمتع ہیں تو آپ پر قربانی واجب ہے قربانی کئے بغیر آپ حلق نہیں کرا سکتے اور احرام سے باہر نہیں آسکتے۔ اسی لئے اللہ پاک نے قربانی کے تین دن رکھے ہیں پہلے دن قربانی نہ ہو سکے تو دوسرے دن صبح کر لیجئے۔ بغیر کسی دشواری کے آپ قربانی کر سکیں گے حلق کیجئے۔ احرام سے باہر آیئے اور نہا دھو کر دن ہی میں طواف زیارت کرآیئے اور اگر تیسرے دن بھی آپ قربانی نہ کر سکیں تو حلق کرا کے احرام سے باہر آجایئے اور طواف زیارت کر لیجئے۔ اس صورت میں آپ کو دو دم دینے پڑیں گے۔ ایک قران یا تمتع کا اور ایک تاخیر واجب کا اور اگر طواف زیارت بھی بارہ تاریخ کے غروب آفتاب تک نہ کیا تو تیسرا دم تاخیر طواف زیارت کا بھی لازم ہو گا۔

وہ قارن یا متمتع یہ جانتا ہے کہ نہ میرے پاس جانور ہے نہ ہی خریدنے کی گنجائش یعنی سفر خرچ اتنا نہیں ہے کہ جانور خریدنے کے بعد واپس پہنچنے کے لئے کافی ہو تو اس کم مایہ اور مفلس قارن یا متمتع حاجی کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے کہ وہ قربانی کے بدلے تین روزے حج سے پہلے رکھ لے پے در پے چاہے چھوڑ چھوڑ کر اور سات روزے حج سے فارغ ہونے کے بعد خواہ مکہ مکرمہ میں قیام کے دنوں میں ایام تشریق یعنی ۱۳ دن کے بعد خواہ وطن واپس جاکر رکھ لے پہلے تین روزے ۷، ۸، ۹ تاریخ میں بھی رکھے جا سکتے ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ نویں تاریخ سے پہلے رکھ لے کہ حاجی کیلئے یوم عرفہ کا روزہ کراہیت سے خالی نہیں ہے لیکن اگر یہ پہلے تین روزے کسی بھی وجہ سے نہ رکھ سکے تو پھر بجز قربانی کرنے کے اور کوئی سبیل نہیں ایسی صورت میں حلق کرا کے احرام سے باہر آجائے اور واجب بھی قدرت ہو تو دو دم دے۔

چوتھا واجب

اگر آپ مفرد ہیں تو جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد اگر قارن یا متمتع ہیں تو قربانی کے بعد تمام سر کے بال منڈوایئے کہ یہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور اس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے۔ سارے سر کے بال کٹوانے سے بھی یہ واجب ادا ہو جاتا ہے اس کے بعد ناخن تراشوایئے۔ خط بنوایئے اور غسل یا وضو کر کے احرام کی چادریں اتاریئے۔ باقاعدہ سلا ہوا لباس پہنئے، خوشبو لگایئے اب احرام کی تمام پابندیوں سے آپ آزاد ہیں بجز بیوی کے کہ وہ طواف زیارت کے بعد حلال ہو گی۔

اگرچہ سر کے بال چوتھائی حصہ کے بال منڈوا دینے یا کٹوا دینے سے بھی یہ واجب ادا ہو جاتا ہے۔ مگر سنت یہی ہے کہ تمام سر کے بال منڈوایئے۔

عورتوں کے لئے سر منڈوانا حرام ہے۔ وہ تمام سر کے بالوں کو اکٹھا کر کے (چوٹی باندھنے کی طرح) ایک پورے کے بقدر بال کٹوا دیں۔ عورتیں چاہیں اپنے مرد محرم سے بال کٹوائیں یا خود اپنے بال کاٹ لیں۔ دونوں طرح اجازت ہے۔

دسویں تاریخ کا سب سے اہم اور ضروری فرض طواف زیارت بہتر تو یہ ہے کہ آپ جمرہ عقبہ کی رمی اور قربانی کرتے ہی احرام کھول کر نہا دھو کر عید کا لباس پہن کر خوشبو لگا کر مکہ مکرمہ جائیں اور بیت اللہ کی زیارت یعنی طواف زیارت کریں کہ یہی آج کی عید اور سب سے شاندار عید ہے اور وہاں سے واپس آکر ظہر کی نماز منیٰ میں ادا کریں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا۔

لیکن موجودہ زمانہ میں حجاج کی بے تحاشہ کثرت اور روز افزوں تعداد اور وسائل آمد و رفت کی قلت اور ٹریفک کی دشواریوں کی وجہ سے اس سنت پر عمل بے حد دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ بہر صورت اسی ترتیب کے ساتھ جس قدر جلد ہو سکے حج کے اس دوسرے رکن کے ادا کرنے سے فارغ ہو جایئے اور رات منیٰ میں آکر گزاریئے۔

اگر آپ مفرد ہیں تو آپ کے لئے جلد فارغ ہونا نسبتاً آسان ہے کیونکہ آپ کو قربانی کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد حلق کرا کے احرام کھول کر نہا دھو کر لباس عید پہن کر طواف کے لئے مکہ مکرمہ جاکر طواف زیارت کر سکتے ہیں اور واپس آکر رات منیٰ میں گزار سکتے ہیں۔

لیکن اگر آپ قارن اور متمتع ہیں تو آپ کو رمی جمرہ عقبہ کے بعد قربانی کا انتظار کرنا پڑے گا جو اس زمانہ میں بے حد کٹھن، مشکل اور صبر آزما کام ہے۔ اس کے بعد ہی حلق کرا سکیں گے اور احرام کھول کر نہا دھو کر طواف زیارت کے لئے مکہ مکرمہ جا سکیں گے اور واپس منیٰ آسکیں گے۔

بہر حال حج کے اس دوسرے فرض کے ادا کرنے سے بارھویں کی شام تک جس وقت بھی ہو یہ طواف کر لینا چاہئے احرام کھولا ہو یا نہیں۔ حلق کرایا ہو یا نہیں، ہر صورت میں یہ فرض ادا ہو جائے گا۔ باقی یہ ترتیب کہ اول رمی جمرۂ عقبہ اس کے بعد قربانی

پھر حلق، پھر احرام کھولنا اور طواف زیارت کرنا یہ ترتیب سنت ہے مگر علاوہ طواف زیارت کے باقی مناسک میں یہ ترتیب واجب ہے۔

کسی بھی کام میں نیابت جائز نہیں۔ بجز اس مسلسل بے ہوش شخص کے جو کسی وقت بھی ہوش میں نہ آتا ہو کہ اس کی طرف سے دوسرا آدمی طواف کر سکتا ہے جس طرح طواف کا اول رکن یعنی وقوف عرفہ کے ادا کرنے کے لئے وقوف کا وقت شروع ہو جانے کے بعد سے ۱۲ تاریخ کے غروب آفتاب تک کسی بھی طرح طواف زیارت کر لینا اس رکن دوئم کے لئے کافی ہے اور جس طرح وقوف عرفہ کا کوئی بدل نہیں اسی طرح اس طواف کا بھی کوئی بدل نہیں۔ فرق اتنا ہے کہ وقوف عرفہ کا وقت گزر جانے کے بعد تو حج فوت ہو جاتا ہے۔ مگر اس طواف کا وقت بارہ تاریخ کے بعد بھی بلکہ مرتے دم تک باقی رہتا ہے اور یہ طواف کیا جاسکتا ہے صرف تاخیر کا دم دینا پڑے گا اور دم کا جانور بھی حدود حرم کے اندر قربان کرنا ہوگا۔

طواف زیارت کے ساتھ سعی کا مسئلہ

اگر آپ مفرد ہیں اور طواف قدوم کے ساتھ حج کی سعی کر لی ہے یا قارن ہیں اور عمرہ کرنے کے بعد طواف قدوم کیا ہے اور اس کے ساتھ حج کی سعی کر لی ہے تو طواف زیارت میں نہ رمل کریں نہ اضطباع کریں اور نہ طواف کے بعد سعی کریں نہ اضطباع کریں حج کی سعی نہیں کی ہے تو طواف زیارت میں صرف رمل کریں اور اس کے بعد سعی ضرور کریں۔ چونکہ احرام ختم ہو چکا ہے اس لئے اس طواف میں اضطباع نہیں کیا جائے گا۔ اگر آپ متمتع ہیں تو طواف زیارت میں رمل کریں۔ اور اس کے بعد سعی ضرور کریں کہ حج آپ کے ذمہ واجب ہے ناپاک عورتیں طواف زیارت کے لئے پاک ہونے کا انتظار کریں گی۔ پاک ہوتے ہی بلا تاخیر طواف زیارت کر لیں۔ اگرچہ ۱۲ تاریخ گزر جائے چونکہ عذر شرعی ہے اس لئے ان پر تاخیر کا دم نہیں آئے گا۔ بجز اس کے کہ پاک ہونے کے بعد محض سستی، کاہلی اور بے پروائی کی وجہ سے تاخیر کا دم واجب ہوگا۔

ایام رمی

۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ مناسک کی اصطلاح میں ایام رمی کہلاتے ہیں، اس لئے ان دنوں میں رمی ہی وہ عبادت ہے جس کے لئے منیٰ میں قیام کرنا سنت موکدہ اور بعض علماء کے نزدیک واجب ہے اور منیٰ سے باہر مکہ میں یا کسی اور جگہ رات گزارنا ممنوع ہے۔

تین جمرے اور انکی رمی

منیٰ کی بڑی مسجد جس کا نام مسجد خیف ہے زوال کے بعد ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ مسجد خیف میں یا اپنی قیام گاہ پر پڑھ کر شارع جمرات پر چلئے تو راستہ میں پہلا جمرہ جو آئے گا اس کو جمرہ اولیٰ کہتے ہیں۔ بالکل اسی طرح کھڑے ہو کر جس طرح جمرہ عقبہ کی رمی کی تھی اس جمرہ پر سات کنکریاں پوری احتیاط کے ساتھ ماریئے ہر کنکری کے ساتھ بسم اللہ اللہ اکبر کہئے۔ ہجوم نہ ہو تو رضاللرحمٰن رغماللشیطان بھی کہئے۔ رمی کے بعد دائیں جانب ہٹ آئے اور قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر توبہ استغفار اور تسبیح و تحمید کے بعد مناسک حج کے صحیح طور پر ادا کرنے کی توفیق دینے اور قبول فرمالینے کی دعا کیجئے اور جو جی چاہے دعا کیجئے کہ مقام قبول دعا ہے اتنی دیر ٹھہریئے جتنی دیر قرآن کریم کی ۲۰ آیتیں پڑھی جاسکیں۔

اس کے بعد آگے چلیئے جمرہ وسطیٰ پر آیئے اور اسی طرح سات کنکریاں ماریں جس طرح جمرہ اولیٰ پر ماری تھیں اور اسی طرح ہٹ کر قبلہ رخ کھڑے ہو کر تسبیح و تہلیل کے بعد دعا مانگئے جس طرح جمرہ اولیٰ پر مانگی تھی اور اتنی ہی دیر ٹھہریئے جتنی دیر جمرہ عقبہ پر ٹھہرے تھے۔ اس کے بعد آگے چلیئے اور جمرہ عقبہ پر آیئے جس کو اس ترتیب کی بنا پر جمرہ اخریٰ بھی کہا جاتا ہے اسی طرح سات کنکریاں ماریئے جس طرح اس سے پہلے ماری ہیں مگر اس جمرہ پر ٹھہرنے اور دعا مانگنے کا ثبوت نہیں ہے۔

واضح ہو کہ ان جمروں کی رمی کے وقت اس قدر ہجوم ہوتا تھا کہ دو چار موتیں ضرور ہو جاتی ہیں۔ اس لئے سعودی حکومت نے شارع جمرات کو کافی کشادہ کر دینے کے علاوہ جمرات کے حصہ میں سڑک کو اوپر نیچے ڈبل کر دیا ہے اب جمرہ پر اوپر سے بھی رمی ہو سکتی ہے نیچے سے بھی۔ چنانچہ گزشتہ سال رمی کے دوران کوئی حادثہ نہیں ہوا لیکن آپ اوپر کی سڑک پر جا کر اوپر سے رمی نہ کیجئے بلکہ نیچے کی سڑک پر چل کر نیچے ہی سے رمی کیجئے اس لئے کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ رمی نشیب کی جانب کھڑے ہو کر کرنی چاہئے۔

اسی طرح ۱۲ تاریخ کی رمی قرآن کی تصریح کے مطابق اختیاری ہے۔ ضرورت کی بنا پر ترک کی جاسکتی ہے جیسا کہ پڑھ چکے ہیں۔

ایام رمی میں رمی کا وقت

گیارہ بارہ، دو تاریخوں میں رمی کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے۔ اس سے پہلے رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک بلا کراہیت جائز ہے اور مغرب کے بعد سے صبح صادق سے پہلے کراہیت تنزیہی کے ساتھ جائز ہے لیکن آجکل اس بے پناہ ہجوم کے زمانہ میں رات کو رمی کرنا بلا کراہیت جائز ہے۔ خصوصاً بوڑھوں، بیماروں کو رات کے وقت ہی رمی کرنی چاہئے اور عورتوں کو دن میں رمی کرنی ہی نہیں چاہئے۔ اس لئے کہ باوجود اس موجودہ آسانی کے جمروں میں مردوں کے درمیان گھسے بغیر رمی کرنا ممکن نہیں اس کے برعکس رات میں خصوصاً عشاء کے بعد جمرے مردوں سے بالکل خالی ہوتے ہیں یا اکا دکا کمزور یا بیمار آدمی رمی کر رہا ہوتا ہے۔ اس وقت رمی کرنے میں ان کی نسوانیت بھی مجروح نہ ہوگی اور واجب بھی ادا ہو جائے گا۔

تیرھویں تاریخ کی رمی اختیاری ہے۔ معقول ضرورت یا عذر کی وجہ سے ترک کرنے میں مطلق گناہ نہیں لہٰذا اگر تیرھویں کی رمی نہ کرنے کا ارادہ ہو تو افضل یہ ہے کہ عصر کے بعد غروب سے پہلے رمی کرتے ہی منیٰ سے نکل جائیں۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ جمرہ عقبہ منیٰ کے آخری کنارے پر حدود منیٰ سے باہر ہے بظاہر تو اس میں کوئی دشواری نہیں لیکن ٹریفک کی دشواریوں کی بنا پر اگر غروب بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں بہر حال غروب کے بعد بھی نہ کراہت تنزیہی واپس جاسکتے ہیں

ختم نبوۃ

لیکن اگر صبح صادق ہو گئی تو تیرھویں کی رمی بھی واجب ہو گئی اگر بغیر رمی کے جائیں گے تو دم لازم ہو گا اتنی سہولت ہے کہ تیرھویں کی رمی زوال سے پہلے کر کے بھی جا سکتے ہیں۔ مگر افضل یہی ہے کہ زوال کے بعد رمی کر کے جائے۔

مکہ مکرمہ واپسی اور محصب کا قیام

منیٰ سے واپسی پر محصب میں جو مکہ مکرمہ میں واقع ہے اور آجکل اس کو معبدہ کہتے ہیں ٹھہرنا چاہئے۔ خواہ تھوڑی دیر ہی کیلئے کوئی ٹھہرے۔ مگر کمال سنت یہ ہے کہ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی چار نمازیں محصب میں پڑھیں اور قدرے آرام کر کے مکہ میں آئیں۔

یہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ آپ پیادہ مکہ میں آئیں مگر کاروں اور بسوں کی سواری میں ٹھہرنا دشوار ہے۔ بجز اس کے کہ اپنی گاڑی ہو بہر صورت اگر محصب میں نہ ٹھہر سکے تو کوئی حرج نہیں۔

حج کا آخری واجب

طواف وداع :- طواف وداع واجب ہے یہ واجب ادا تو ہر اس طواف نفل سے بھی ہو جاتا ہے جو طواف زیارت کے بعد کیا جائے لیکن ایک شریف مہمان کا جیسے اخلاقی فرض ہے کہ وہ اپنے معزز اور کریم میزبان سے وداعی ملاقات اور مصافحہ کر کے جائے۔ اسی طرح ایک غیرت مند حاجی کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ بیت اللہ کی آخری زیارت اور حجر اسود کا استلام کر کے فراق اور کلمات کہتا ارزار روتا اور آئندہ ملاقات کا شوق ظاہر کرتا ہوا الٹے پاؤں بیت اللہ کی طرف دیکھتا ہوا رخصت ہو اور مسجد حرام سے نکلے اور وطن کی طرف روانہ ہو۔

اگر کسی بھی ناگہانی وجہ یا ضرورت سے مکہ میں قیام کرنا پڑے تو کچھ حرج نہیں ہاں اگر زیادہ طویل مدت تک قیام ہو تو پھر اسی طرح طواف کر کے رخصت ہونا مستحب ہے۔

اگر کسی بھی ناگہانی وجہ یا ضرورت سے مکہ میں قیام کرنا پڑے تو کچھ حرج نہیں ہاں اگر زیادہ طویل مدت تک قیام ہو تو پھر اسی طرح طواف کر کے رخصت ہونا مستحب ہے۔

علماء کی شہادت

اہم ہے لیکن اس سے زیادہ اہم وہ بین الاقوامی سازش ہے جس کو بے نقاب کرنا بہت ضروری ہے۔

پاکستان کے مذہبی حلقے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کے قاتلوں کو گرفتار کر کے پس پردہ محرکات کو سامنے لایا جائے۔

کراچی کا پائیدار اور مستقل امن ہر حکومت میں قصہ پارینہ بنتا جا رہا ہے، ملکی معیشت کے لحاظ سے کراچی پاکستان کی شہ رگ ہے،

وطن عزیز کی اقتصادی ترقی خوشحالی اور تجارتی فروغ کراچی کا مرہون منت ہے۔ اس لحاظ سے

کراچی کا امن وامان غیر معمولی نوعیت کا حامل ہے، کراچی امن کا گہوارہ ہوگا تو پورے ملک کی معیشت پر خوشگوار اثرات مرتب ہوں گے۔

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلرز: ☆زینت کارپٹ، ☆مون لائٹ کارپٹ، ☆نیر کارپٹ،
☆ثمر کارپٹ، ☆ وینس کارپٹ، ☆ اولمپیا کارپٹ

پتہ :این آر ایونیو نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503

ختم نبوۃ

تحریر: قاضی حبیب الرحمٰن، مانسہرہ

کراچی میں علماء کرام کی شہادت

اتفاقی سانحہ یا بین الاقوامی سازش؟

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید، مولانا حبیب اللہ مختار شہید، مولانا عبدالسمیع شہید، حضرت مولانا عبداللہ شہید رحمہم اللہ تعالیٰ کے بعد جامعہ فاروقیہ کا سانحہ فاجعہ یکے بعد دیگرے بین الاقوامی سازش کی کارفرمائی معلوم ہو رہی ہے کراچی کے امن وامان کو تباہ کرنے والی اس سازش کو بے نقاب کرنا حکومت کی اولین ذمہ داری ہے۔ حکومت پاکستان اس طرح کے سانحات کے پس پردہ سازش کو بے نقاب کرکے مستقبل میں ایسے سانحات کا سدباب کرے ورنہ......؟

عروس البلاد کراچی میں ایک عرصہ سے اندھیر گردی ہے، جس کے باعث اس شہر کی روشنیاں ماند پڑ گئی ہیں۔ سڑکوں اور چوراہوں میں بہتا ہوا انسانی خون مہذب اور اسلامی معاشرے کے لئے ایک سوال بن گیا ہے۔ پچھلے چند سالوں سے دہشت گردی نے جو قیمتی جانیں لیں ان کی صحیح تعداد متعین نہیں کی جا سکتی۔ نہ جانے ملک وملت کے کتنے عظیم سرمائے درندگی کا نشانہ بنے، کتنے گھروں کے چراغ گل ہو گئے، کتنے سہاگ اجڑے کتنے بچوں کے سروں سے باپ کا سایہ اٹھا، کتنی ماؤں کی گودیں خالی کی گئیں، کتنی بہنوں کے نوجوان بھائیوں کو گولیوں سے بھون ڈالا اور یہ سلسلہ ابھی ختم ہونے کا نام نہیں لیتا، بلکہ مزید بڑھتا جارہا ہے۔ ابھی تازہ اور اندوہناک حادثہ جامعہ فاروقیہ کراچی کے اساتذہ اور جید علماٗ شیخ الحدیث مولانا عنایت اللہ، مولانا حمیدالرحمٰن اور مفتی محمد اقبال کو بربریت کا نشانہ بنا کر بے دردی سے شہید کر دیئے گئے اور ان کے ساتھ وین کا ڈرائیور عبدالحمید اور مفتی محمد اقبال کا ۱۵ سالہ بیٹا طلحہ بھی انسانیت دشمنی کی بھینٹ چڑھ گئے، جبکہ مفتی عبدالستار، یاسر اقبال اور کاشفیل محمد رمضان شدید زخمی ہو گئے۔

جامعہ فاروقیہ کراچی کے مہتمم اور دینی مدارس کی ملک گیر تنظیم وفاق المدارس العربیہ کے صدر شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان نے اپنے ایک اخباری بیان میں واضح کیا ہے کہ ہمارے ادارے کا سیاسی اور فرقہ وارانہ تنظیم سے کوئی تعلق نہیں۔ حکومت اس دہشت گردی کے پس پردہ محرکات کو سامنے لائے۔ مولانا کے اس بیان اور بعض دیگر حقائق کے پیش نظر یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ علماٗ کا فرقہ واریت سے کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ فرقہ واریت سے کوسوں دور دین اور علم دین کی خدمات سرانجام دے رہے تھے اور خالص دینی، علمی اور تحقیقی کام سے دلچسپی رکھتے تھے، وہ امت کو قرآن وسنت کی تعلیمات سے آراستہ کرتے تھے اور انہیں سلیقہ بندگی سکھاتے تھے، ان کا قصور صرف اور صرف یہ تھا کہ وہ انسان سازی کے شعبے سے منسلک تھے اور مخلوق کو خدا سے جوڑنے کا کام کرتے تھے لیکن دہشت گردی کے جنون نے ایسی مرنجاں ومرنج شخصیات کو بھی اپنی آدم خوری سے محفوظ نہیں رکھا اور ملک وملت کو جید علماٗ سے محروم کر دیا، جن کی صلاحیتوں کے تصور سے اپنے عہد کے افلاس اور قحط الرجال کے احساس میں کمی آتی ہے۔

ان علماٗ کرام کی شہادت اگرچہ ان کے لئے اور ان کے اہل خانہ کے لئے بہت بڑا اعزاز، مگر اہل علم کے لئے ایک عظیم نقصان ہے، جبکہ حکومت کے لئے لمحہ فکریہ اور مسلمانان پاکستان کے لئے ایک چیلنج ہے کہ دشمنان دین کی ریشہ دوانیاں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ ان کے ہاتھوں سے اب کوئی بھی محفوظ نہیں۔ دین کے وہ ادارے جن کے دم قدم سے دین کی آبیاری ہوتی ہے اور مسلمانوں کے دین وایمان کی بقا کے ذمہ دار ہیں، انہوں نے ہر دور میں ایسے رجال کار پیدا کئے، جنہوں نے کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کا مقابلہ کیا اور اپنی جانوں پر کھیل کر گلستان نبوی ﷺ کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا۔ یہ وہی علماٗ ہیں جنہوں نے انگریز کو بستر بوریا لپیٹنے پر مجبور کیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی یا شاملی کا میدان یا تحریک ریشمی رومال، ۱۹۴۷ء کی تحریک یا ۱۹۵۳ء کا معرکہ ہر موقع پر انہوں نے پھانسی کے پھندے کو چوما اور موت کو گلے لگایا جامعہ فاروقیہ کے یہ علماٗ کرام اس سلسلے کی ایک کڑی تھے، جو عالمی کفریہ طاقتوں کی پشت پناہی میں ظلم وجور کا نشانہ بنے لیکن اسلام دشمن

قوتوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ان اوچھے ہتھکنڈوں سے علماً کو اپنے نصب العین سے پیچھے نہیں ہٹایا جاسکتا۔ ان علماً کرام کی شہادت نے عظمت رفتہ کا احساس اور بھولا ہوا سبق یاد دلایا ہے۔ ہماری تاریخ قید وبند اور جہاد و شہادت سے عبارت ہے۔ ان شہداً کی شہادت انشاء اللہ اسلام دشمن قوتوں کی بربادی کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ نئی نسل کو اسلام بیزار اور دین کش سرگرمیوں پر غور و فکر کا موقع ملے گا۔

ان علماً کرام کی شہادت دراصل علم و عمل، دین و دیانت، شرافت و نجابت کا قتل ہے۔ بعض لوگ اس سانحہ کو اتفاقی قرار دے رہے ہیں تاکہ پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرکے اس کی سالمیت پر کاری ضرب لگائی جاسکے، جبکہ بعض لوگ اسلامی تشخص سے بیزار لوگوں کی کارستانی قرار دے رہے ہیں، جبکہ حکومت اس کو فرقہ واریت یا بیرونی ہاتھ کی کارستانی کا الزام لگا کر ان ناگفتہ بہ حالات سے بری الذمہ ہونے کی ناکام کوشش کرتی ہے لیکن کچھ بھی ہو اس کے پیچھے ایک عالمی سازش کار فرما ہے، وہ یہ کہ سرد جنگ کے خاتمہ کے بعد مغرب نے امریکی استعمار کی قیادت میں کمیونزم کے بعد اسلام کو اپنا سب سے بڑا حریف قرار دیتے ہوئے ملت اسلامیہ کے ان طبقوں اور اداروں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے، جو اسلام کو اپنی شناخت قرار دیتے ہیں اور مسلم معاشرے میں اسلامی اصولوں کی بالادستی اور حکمرانی کے لئے برسرپیکار ہیں، کیونکہ مغربی دانشور یہ سمجھتے ہیں کہ عالم اسلام کے کسی حصے میں دینی اقدار کی بنیاد پر صحیح مسلم معاشرہ معرض وجود میں آگیا تو وہ مغربی تہذیب کے لئے سب سے بڑا خطرہ ثابت ہوگا۔ اس لئے مغربی دنیا مسلم ممالک میں بے دینی کے اثرات مستحکم کرنے اور دینی تحریکات کو ختم کرنے کے لئے سرگرم عمل ہیں، کیونکہ وہ اپنے مقررہ اہداف کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ علماً کرام اور دینی مدارس کو ہی سمجھتے ہیں، اسی لئے ان کو راستے سے ہٹا کر نیو ورلڈ آرڈر کا تباہ کن کھیل آسانی سے کھیلنے کی راہ ہموار کرتا ہے۔

بہر حال مولانا عبداللہ شہیدؒ، مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ، مفتی عبدالسمیع شہیدؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے بعد بڑا سانحہ اور بین الاقوامی سازش کے شکار جامعہ فاروقیہ کے یہ علماً کرام ہیں۔ قاتل کوئی بھی ہوسکتا ہے کیونکہ وہ ایک آلہ کار کی حیثیت رکھتے ہیں، قاتل کا پکڑا جانا بھی

باقی صفحہ 14 پر

(مولانا) محمد اشرف کھوکھر

نورِ سے جس کے ملے رازِ حقیقت کی خبر

انسانی احساسات، شعور ولاشعور، فکر و نظر اور علم و عقل سے بالاتر ایک عالم ہے جسے باطن کہا جاتا ہے جس کا تعلق نور بصیرت سے ہے اور نور بصیرت اللہ تعالیٰ کے نور ہدایت سے ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے، اللہ کی تجلیات نور ہر جگہ موجود ہیں مگر بقدر ظرف قلب مسلم تجلیات نور کو سموتا ہے اور مومنوں کا دل معرفت و طاعت سے منور کرنے والا صرف وہی اللہ ہے جس کے لئے تمام تسبیح و تحمید سزاوار ہے۔ (م۔الف۔ک)

ساحل سمندر پر کھڑے ہو کر ایسے وقت میں جب سورج کی شعاعیں ترچھی پڑ رہی ہوں، بنظر غور دیکھیں تو ریت کے بے شمار شفاف ذرات چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں جو دراصل سورج کی شعاعوں کو منعکس کر رہے ہوتے ہیں اور اسی طرح چاند، ستارے اور سیارے بذات خود، درخشاں اور روشن نہیں ہیں بلکہ آفتاب کی روشنی (نورانی شعاعوں) کو منعکس کرتے ہیں تو روشن نظر آتے ہیں۔ سورج کا نور کس نے پیدا کیا ہے؟ درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ ہی کا منعکس نور ہے جو سورج کو روشن کر کے ظلمات کو دور کر دیتا ہے۔ جب شب تار کی کوکھ سے سفیدۂ سحر جنم لیتا ہے تو افق کے لب سورج کی شعاعوں کا بوسہ لیتے ہیں، سورج ذرا افق سے اونچا ہوتا ہے تو نصف کرۂ ارض کو بقعۂ نور بنا دیتا ہے اور سورج کی نوری شعاعیں مختلف رنگوں کو خلعت زیبائی پہناتی ہیں، صرف مختلف رنگوں کے پھولوں کو ہی دیکھ لیں، سیاہ، سرخ، سفید، قرمزی، گلابی، سبز اور نیلگوں سبھی رنگ اللہ کے نور کے مختلف رنگوں کو منعکس کر کے دعوت نظارۂ حسن کائنات دیتے ہیں مگر چشم بینا درکار ہے۔ نور بصیرت سے متصف انسان تو قلب کی گہرائیوں سے پکار اٹھتا ہے:

"اللہ نور السمٰوٰت والارض"

دماغ میں ذرا سا نور ہو تو عقل روشن انسانی روح کو تجلیات نور سے تسکین پہنچانے کا باعث بنتی ہے اور بقول شاعر:

گلشن میں پھروں کہ سیر صحرا دیکھوں
یا کوہ و جبل و دشت دریا دیکھوں
ہر جا تیری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے
حیران ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں

سورج کی شعاعیں ندی، نالوں، دریاؤں اور سمندروں سے قطرات پانی کو ہوا کے دوش پر سوار کرنے کا باعث بنتی ہیں اور وہی آبی ذرات فضا میں حکم خالق کائنات برف کی سلیں نہیں مناسب اور متوازن قطرات بارش میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور انتہائی خوشگوار حالت میں پیاسے کوہ و دمن اور زمین کے جگر کو ٹھنڈک پہنچاتے ہیں۔ عقل سلیم سے غور تو کریں کہ بارش کا وہی قطرہ موتی بنتا ہے جسے سیپ (صدف) سطح آب پر آکر منہ میں لیتی ہے اور آغوش تلاطم میں گوہر بنتا ہے۔ بقول اقبالؒ:

قطرہ آغوش تلاطم میں گوہر بنتا ہے
آبرو چاہئے تو طوفان میں گھر پیدا کر

دنیا کی خوبصورت ترین چیز بارش ہے، بارش کے بعد کے منظر کا مشاہدہ اکثر کیا ہوگا اگر سورج کی مخالف سمت میں کبھی قوس قزح کو دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے تو قوس قزح کا درحقیقت سورج کی روشنی کا سات مختلف دلکش رنگوں میں تقسیم ہونا اس بات کی بین دلیل ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے "نور" کے مختلف منعکس رنگ ہیں، وہی اللہ جو "نور السمٰوٰت والارض" ہے۔

انسانی آنکھ اندھیرے کمرے میں کچھ دیکھنے سے قاصر ہے اس لئے کہ قدرتی یا مصنوعی روشنی کی کرن پردۂ بصارت پر کسی موجود چیز کا عکس نہیں بناتی معلوم ہوا، ظاہری آنکھ کو قدرتی یا مصنوعی نوری شعاعوں کی ضرورت ہے جیسے ہی نور کی کرن آنکھ پر پڑتی ہے غنچۂ دید کھل اٹھتا ہے اور آنکھ کی پتلی کا ذرا سا نور کائنات کی وسعتوں کو دیکھ پاتا ہے۔

اسی طرح انسانی احساسات، شعور ولاشعور، فکر و نظر اور علم و عقل سے بالاتر ایک عالم ہے جسے "باطن" کہا جاتا ہے جس کا تعلق نور بصیرت سے ہے اور نور بصیرت اللہ تعالیٰ کے نور سے ملتا ہے اللہ زمین و آسمان کا نور ہے، اللہ کا نور زمین و آسمان کو منور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ میں سے ایک "النور" ہے جس کا مطلب خود ظاہر ہے، دوسروں کو ظاہر کرنے والا ہے یا وہ ذات جو ہر اس چیز کو وجود بخشنے والی ہے، جسے اس نے وجود عطا کیا ہے یا مومنوں کا دل "نور" معرفت و طاعت سے منور کرنے والا یا آسمان کو ستاروں سے اور زمین کو انبیاء علیہم السلام اور علماء سے روشن کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا نام "نور" اس لئے رکھا کہ وہ بذات خود "نور" ہی نور ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

مفہوم: "اس نور کی پیروی کرو جو نبی کے

ساتھ اتارا گیا ہے"

اللہ تعالیٰ نے یہاں قرآن مجید کو نور فرمایا ہے جس کی تعلیم روح کو روشن اور قلب کو مزین کرنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے، اس کے نور (ہدایت) کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق، اس میں ایک چراغ ہے، چراغ قندیل میں ہے، قندیل گویا ایک چمکدار ستارہ ہے، چراغ روشن کیا جاتا ہے، ایک نہایت مفید درخت (یعنی) زیتون سے جو نہ پورب رخ ہے اور نہ پچھم رخ ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود خود جل اٹھے گا، اگرچہ آگ سے نہ بھی چھوئے، نور ہی نور ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نور تک جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے یہ مثالیں بیان کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

☆......اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے سورج کو ضیا اور قمر کو نور بنایا، اللہ تعالیٰ ہی نے تاریکی اور روشنی کو بنایا اور وہی تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے (کفر و شرک تاریکی اور توحید و ایمان کو نور فرمایا ہے یہاں روشنی کا تعلق بصارت و بصیرت سے ہے)

☆...... اللہ تعالیٰ نے رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کو بھی نور بتلایا ہے۔

ترجمہ: "تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آئی ہے۔" (سورۂ مائدہ)

ترجمہ: "اللہ اپنے نور کی راہ دکھاتا ہے جسے چاہتا ہے۔"

یہاں نور سے مراد دین اسلام ہے۔

ترجمہ: "مومنوں کا نور قیامت کے دن ان کے آگے اور دست راست پر چمکے گا۔" (حدید)

یہاں "نور" سے مراد نور ایمان صداقت ہے۔

ایک حدیث مبارکہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ انوار الٰہی سے دیکھتا ہے"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

"لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور زنا ان کی آنکھوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو "نور بصیرت" سے آگاہی ہوئی تھی، اس کو مومن کی فراست کہتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی تھی کہ:

الٰہی آرزو میری یہی ہے
میرا نور بصیرت عام کردے

گھپ اندھیری رات میں ایک ننھا سا جگنو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ذرا سے نور کے پرتو سے بھولے بھٹکے طیور کو گھونسلوں تک پہنچانے کا سبب بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نور ہے، آسمانوں، زمینوں کی جملہ مخلوقات اس کے نور سے فطرت کے صحیح اصول کو لیتی اور اپنی اپنی استعداد جبلی کے موافق ترقی کرتی ہے، وہی ہے جس نے تمام جانداروں کو پیدا فرمایا اور فطرت کا راستہ دکھلایا ہے۔ اللہ ہی رب الانوار، انوار الابصار اور انوار البصائر کا پروردگار ہے۔ "اللہ نور السمٰوٰت والارض" (اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے)

مروی ہے کہ رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے تہجد یہ ہے:

"یا اللہ میرے دل میں نور ڈال دے اور میری بینائی میں نور، میری شنوائی میں نور، میرے دائیں نور، میرے بائیں نور، میرے اوپر نور، میرے نیچے نور، میرے پیچھے نور اور نور کو میرا بنادے، میری زبان میں نور، میرے بالوں میں نور، میرے چہرہ پر نور، الٰہی! مجھے نور عطا کر، الٰہی! میرے نور کو بڑھادے، یا اللہ مجھے نور ہی بنادے۔"

اللہ کے نور کی تجلیات:

انوار الٰہی ہر جگہ درخشاں ہیں مگر بقدر ظرف ان تجلیات کو قلب مسلم سموتا ہے، دوپہر کے وقت مطلع صاف ہو تو آفتاب کی روشن کرنیں ہماری آنکھوں کو خیرہ کردیتی ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نور کو ہمارا "باطن" براہ راست دیکھنے سے قاصر ہے، اس لئے انوار الٰہی کے پرتو کو ہم مختلف شکلوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ تجلی ایک قوت ہے موصل راہ سے گزر سکتی ہے، اسی طرح تجلیات الٰہی "قلب مسلم" ہی سمو سکتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے "طور سینا" پر تجلیات نور خداوندی کے پرتو کو دیکھا تو بے ہوش ہوگئے تھے۔ علامہ اقبالؒ نے کہا تھا کہ:

محبت کے شرر سے دل سراپا نور ہوتا ہے
ذرا سے بیج سے پیدا ریاض طور ہوتا ہے

تمام تسبیح و تحمید اس خالق کائنات کے لئے ہے جو "اللہ نور السمٰوٰت والارض" ہے۔ یا اللہ! ہمیں چشم بصیر، قلب سلیم اور عقل روشن عطا فرما اور آخرت میں جنت الفردوس میں اپنے دیدار خاص سے ہمکنار فرمائیں۔

الٰہی آرزو میری یہی ہے
میرا انور بصیرت عام کردے اور ـ
میرے باطن پہ راز نظم قدرت ہو عیاں
اور ہو شناسائے فلک شمع تخیل کا دھواں
دل میں ہو سوز محبت کا وہ چھوٹا سا شرر
نور سے جس کے ملے راز حقیقت کی خبر

(آمین یارب العالمین)

ختم نبوة

گزشتہ سے پیوستہ

طوفان سے ساحل تک

محمد اسد

بڑے بڑے پاشا اور زمیندار تو انگریزی حکومت سے وفاداری کا اظہار کر رہے تھے' لیکن ان کے علاوہ تمام لوگ جن کی تعداد بہت زیادہ تھی اور جس میں وہ مظلوم کسان بھی شامل تھے جن کے پاس پورے خاندان کی کفالت کے لیے صرف ایک بیگھ زمین ہوتی تھی' تحریک آزادی کی حمایت کر رہے تھے' ہاکر صبح کو چیختے ہوئے نکلتے تھے کہ فوجی حاکم کے حکم سے وفد پارٹی کے تمام لیڈروں کو گرفتار کر لیا گیا ہے' لیکن دوسرے ہی روز یہ خبر آئی کہ ان کی جگہ دوسرے لیڈروں نے سنبھال لی ہے' آزادی کی پیاس بڑھتی جا رہی تھی اور ساتھ ہی انگریزوں سے نفرت اور کراہیت میں بھی روزافزوں اضافہ تھا' لیکن یورپ کے پاس ان سارے ہنگاموں کا بس ایک ہی جواب تھا۔ "غیر ملکیوں سے نفرت۔"

میرے مصر آنے کا مقصد یہ تھا کہ فرانکفرٹر کے لیے دائرہ عمل کو اور زیادہ وسیع کیا جائے اور فلسطین کے باہر کی بھی دنیا دیکھی جائے' ذوریان کی اقتصادی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ میرے لیے اس دورہ کے اخراجات برداشت کر سکتے' لیکن جب ان کو میری اس خواہش کا علم ہوا تو انہوں نے مجھے اتنی رقم دے دی جو بیت المقدس سے قاہرہ تک ریل کے کرایہ کے علاوہ ۱۵ روز قیام و طعام کے لیے بھی کافی تھی۔

قاہرہ میں مجھے ایک محلہ کی تنگ گلی میں جہاں کچھ عرب کاری گر اور چھوٹے یونانی دکاندار رہتے تھے۔ ایک مکان مل گیا' مکان کی مالکہ "زیستاکی" ایک سن رسیدہ عورت تھی' دراز قامت' بھرا ہوا جسم' چمکدار بال' وہ ایک تیز مزاج اور جلد متاثر ہونے والی عورت تھی' اس کے طرز عمل سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس نے ابھی تک اپنے کو بھی نہیں پہچانا ہے' لیکن میرے ساتھ اس کا معاملہ بہت ہی تعلق اور لگاؤ کا تھا جس کی وجہ سے اس کے گھر میں مجھے خاصا آرام ملا۔

ایک ہفتہ گزرنے کے بعد میرا سب سرمایہ ختم ہو گیا اور چونکہ میں اتنی جلدی فلسطین واپس نہیں ہونا چاہتا تھا' اس لیے کسی ایسے کام کی تلاش میں نکلا جو یہاں قیام کے مصارف کے لیے کافی ہو۔

بیت المقدس میں میرے دوست کے ایک دوست ڈاکٹر ڈی ہان نے جن کا ذکر میں کر چکا ہوں' قاہرہ کے ایک تاجر کے نام مجھے تعارفی خط دیا تھا' چنانچہ اس سلسلہ میں مشورہ کے لیے پہلے میں انہی کے پاس گیا' وہ ہالینڈ کے باشندے تھے' نیک طبیعت' گیم شحیم' اور خاص قسم کے عقلی رجحانات رکھنے والے' جو ان کے دائرہ اختصاص سے باہر تھے' ڈی ہان کے خط سے ان کو یہ معلوم ہوا کہ میں فرانکفرٹر کا نامہ نگار ہوں اور جب میں نے ان کی خواہش پر اپنے بعض مضامین ان کو دکھائے تو انہوں نے سر اٹھا کر انتہائی حیرت کے ساتھ مجھ سے پوچھا۔

ذرا یہ تو بتایئے کہ آپ کی عمر کیا ہو گی..........؟

میں نے کہا ۲۲ سال

کہنے لگے' اچھا ذرا ازراہ مہربانی یہ بھی بتا دیجئے کہ یہ مضامین آپ کس کی مدد سے تیار کرتے ہیں؟

میں نے ہنستے ہوئے جواب دیا' اس کا کیا سوال ہے! یہ مضامین میں نے ہی لکھے ہیں' میں اپنے کام ہمیشہ خود ہی کرتا ہوں' لیکن آپ کو اس میں شبہ کیوں ہو رہا ہے۔

انہوں نے اپنے سر کو اس انداز سے جنبش دی جیسے انہیں اس پر حیرت ہوئی ہو' پھر کہنے لگے' بہر حال ہے یہ تعجب کی بات! اس عمر میں آپ میں اتنی پختگی کہاں سے پیدا ہو گئی کہ آپ اس قسم کا مواد فراہم کر سکیں اور انہیں چیزوں سے جو ہمارے لیے روزمرہ کی معمولی باتیں ہیں ایک آدھ جملہ میں فلسفہ کا کوئی خاص مفہوم پیدا کر لیں۔

ان کی ان مدح سرائیوں اور قصیدہ خوانیوں سے میرے اندر کافی عجب پیدا ہو گیا اور میری نگاہ میں میری قدر بڑھ گئی' بہر حال ان کی گفتگو سے پتہ چلا کہ وہ خود مجھے کوئی کام نہیں دے سکتے' البتہ مجھے ایک مصری کمپنی میں جس سے ان کے تجارتی تعلقات تھے کسی جگہ رکھوا سکتے تھے۔

جس دفتر میں انہوں نے مجھے بھیجا وہ قاہرہ کے ایک قدیم محلہ میں واقع تھا' یہ محلہ تنگ اور گندی گلیوں پر مشتمل تھا جس کے دونوں طرف کسی زمانہ میں اشراف اور اونچے طبقے کے لوگوں کے مکانات تھے' اب اس میں دفاتر وغیرہ قائم ہو گئے تھے' نیز قیام کے لیے سستے کمروں کی حیثیت سے استعمال ہو رہے تھے' اس کمپنی کا مالک ایک بوڑھا مصری تھا' جس کے سر کے سب بال گر چکے تھے اس کو ایک ایسے منشی کی ضرورت تھی جو فرانسیسی زبان میں خطوط کا جواب دے سکے۔ میں اس کام کو انجام دینے پر' تجارتی معاملات سے بالکلیہ ناواقفیت کے باوجود' اچھی طرح قادر تھا' جلد ہی ہم لوگ اس بات پر متفق ہو گئے کہ ایک معمولی مشاہرہ پر میں روزانہ تین گھنٹے یہاں کام کروں گا' یہ مشاہرہ اتنا تھا کہ اس سے میرے مکان کا کرایہ ادا ہو سکتا تھا اور

ختم نبوۃ

جب تک خدا کی مرضی ہو روٹی' دودھ اور زیتون پر گزارہ ہو سکتا تھا۔

میرے گھر کے سامنے ہی بلکہ اس سے اس قدر قریب کہ میں ہاتھ بڑھا کر اس کو چھو سکتا تھا' پتلے مینار کی ایک چھوٹی سی مسجد تھی' جہاں پنج وقتہ نماز کے لیے اذان ہوتی تھی' مینارہ پر سفید عمامہ باندھے ہوئے ایک شخص اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ' اشہد ان لا الہ الا اللہ کی صدا بلند کرتا' اس کی آواز طاقتور اور پر سوز تھی' آپ اذان سن کر یہ اندازہ کر سکتے تھے کہ وہ آرٹ یا فن نہیں تھا بلکہ غیرت ایمانی اور جوش تھا جس نے اذان میں اتنا حسن بھر دیا تھا۔ یہ ۲۳ء کی بات ہے جب لاؤڈ اسپیکر سے اذان دینے کی اجازت نہیں تھی (لاؤڈ اسپیکر کی وجہ سے اب اذان میں وہ حسن و دلکشی باقی نہیں رہی جو پہلے تھی۔" (مصنف)

موذن کی اذان کا طرز وہی تھا جس سے بیت المقدس اور اس کے بعد قاہرہ میں میرے کان اچھی طرح مانوس تھے' یہ بھی طے شدہ بات تھی کہ اسلامی ممالک میں ہر جگہ یہی لہجہ اور یہی آہنگ مجھے ملے گا' اس فرق کے باوجود جو مختلف مقامات کی مقامی زبانوں اور لہجوں میں ہوتا ہے' ایک ایسا صوتی اتحاد اور یگانگت جسے دیکھ کر مجھے یہ اندازہ ہوا کہ مسلمانوں کا اندرونی اتحاد' یکسانیت اور ہم آہنگی کتنی گہری ہے اور ان کو تقسیم اور متفرق کرنے کی چیزیں کتنی مصنوعی' سطحی اور بے اثر ہیں۔

اپنے عقیدہ' طرز فکر' حق و باطل کی تمیز بہتر اور صحیح زندگی کے مزاج اور ساخت کو سمجھنے میں وہ ایک انسان کی مانند تھے۔

مجھے ایسا لگا کہ میں نے پہلی بار ایک ایسی سوسائٹی میں قدم رکھا ہے جس میں انسان کے درمیان رشتہ اور تعلق کی بنیاد اقتصادی مصالح یا رنگ و نسل پر نہ تھی بلکہ اس سے زیادہ گہری' مضبوط اور پائیدار چیز پر تھی وہ زندگی کے متعلق اس مشترک نقطہ نظر کا رشتہ تھا جس نے دو انسانوں کے درمیان سے علیحدگی اور بے تعلقی کی تمام دیواروں کو گرا دیا تھا۔

دمشق میں

۲۳ء کی سرگرمیوں میں مشرق وسطیٰ کی زندگی اور سیاست کو خاصا سمجھ لینے کے بعد میں بیت المقدس واپس آگیا۔

فلسطین میں میرا زیادہ عرصہ تک قیام کا ارادہ نہیں تھا' اس مرتبہ بھی یعقوب ڈی ہان نے میری مدد کی' چونکہ وہ ایک مشہور اخبار نویس تھے اور یورپ کے مختلف اخبارات سے ان کے بہت اچھے تعلقات تھے' اس لیے ان کی سفارش سے میں دو چھوٹے اخبارات سے معاملہ کرنے میں کامیاب ہو گیا' ایک اخبار ہالینڈ کا تھا اور دوسرا سوئٹزرلینڈ کا' مجھے مضامین کا ایک سلسلہ تیار کرنا تھا۔ جس کی اجرت مجھے ہالینڈ اور سوئٹزرلینڈ کی کرنسی میں ملتی' چونکہ یہ اخبارات دیہاتی علاقوں سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی اشاعت بھی زیادہ نہ تھی اس لیے وہ مجھے کچھ زیادہ معاوضہ نہیں دے سکتے تھے لیکن جتنا بھی معاوضہ دے رہے تھے' وہ میری سادہ زندگی کو دیکھتے ہوئے اس سفر کے لیے کافی معلوم ہوا جس کا پلان میں نے پہلے سے تیار کر رکھا تھا' چنانچہ سب سے پہلے میں نے دمشق کا قصد کیا۔

اس سے چند ماہ پیشتر بیت المقدس میں میری ملاقات دمشق کے ایک مدرس سے ہو گئی تھی اور انہوں نے مجھے دعوت دی تھی کہ اگر آنا ہو تو میں انہیں کا مہمان رہوں' چنانچہ وہاں پہنچنے کے بعد سب سے پہلے میں نے ان کے مکان کا پتہ لگانے کی کوشش کی' ایک چھوٹا بچہ رضاکارانہ طور پر یہ خدمت انجام دینے پر آمادہ ہو گیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر ان کے مکان کی طرف چل دیا۔

رات بہت تاریک تھی اور ہم لوگ قدیم شہر کی تنگ و تاریک گلیوں سے گزر رہے تھے جو مکانات کی کھڑکیوں کی وجہ سے اور زیادہ تاریک معلوم ہو رہی تھی' لیپ کی روشنی میں کبھی کبھی کسی فروٹ مرچنٹ کی دکان نظر آنے لگتی جس کے سامنے انگور کے ڈھیر سجے ہوئے رکھے تھے' آدمی ایسے معلوم ہو رہے تھے جیسے سائے ہوں' کبھی کبھی کھڑکیوں کے اندر سے کسی عورت کی آواز کانوں سے ٹکرا جاتی' ایک جگہ لڑکا رک گیا اور بتایا کہ یہ مکان ہے' میں نے دروازہ کھٹکھٹایا' اندر سے جواب ملا اور میں کنڈی کھول کر ایک پختہ صحن میں آ گیا' اندر انگور کے درخت لگے تھے جو انگوروں سے لدے ہوئے تھے' ایک پتھر کا حوض تھا جس کے وسط میں فوارہ لگا ہوا تھا' اوپر سے ایک آواز آئی۔

تفضل یا سیدی میں ایک تنگ زینہ سے ہوتا ہوا جو دیوار سے ملا ہوا تھا اوپر ایک کھلی جگہ پہنچ گیا۔ میرے دوست نے مرحبا کہتے ہوئے مجھے اپنے سینہ سے چمٹا لیا۔

چونکہ میں بہت تھکا ہوا تھا اس لیے فوراً ہی بستر پر دراز ہو گیا' ہوا بہت تیز چل رہی تھی اور اندر پائیں باغ میں درختوں کے پتے پھڑ پھڑا رہے تھے' دور سے بہت سی مدھم اور لوچتی آوازیں آ رہی تھیں' ایک بڑے عربی شہر کی آوازیں' جو اب سونے کی تیاریوں میں مشغول تھا۔

دمشق کی زندگی

دونوں آنکھیں کھول کر اور اس نئی زندگی کو سمجھنے کے ایک اندرونی اشتیاق کے ساتھ میں نے گرمیوں کی یہ ابتدا خاص خاص مقامات اور سڑکوں پر گھوم کر گزاری جہاں مجھے ان عربوں کے اندرونی سکون و اطمینان یا قلبی طمانیت کا سراغ مل گیا' یہ دراصل اس معاشرت اور برتاؤ کا نتیجہ تھا جو وہ ایک دوسرے کے ساتھ کرتے تھے' اس کی جھلک اس اتحاد میں دیکھی جا سکتی تھی۔ جس طریقہ سے وہ بچوں کی طرح ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے چلتے تھے (اور جس کے پیچھے سوائے انس و محبت کے

کوئی اور جذبہ نہ ہوتا تھا) یہ اندرونی سکون واطمینان اس طریقہ میں نظر آیا جس طریقہ سے دکاندار اپنے گاہکوں سے برتاؤ کرتے تھے۔ یہ لوگ جن میں خوف اور حسد کا کوئی شائبہ ہی نہیں معلوم ہوتا تھا اگر کسی دکاندار کو کسی ضرورت کی وجہ سے غیر حاضر ہونا پڑتا تو وہ اپنے پڑوسی یا اپنے ہم پیشہ قریبی دکاندار کی نگرانی میں بے تکلف اپنی دکان چھوڑ کر چلا جاتا' اکثر ایسا ہوتا کہ کوئی گاہک آتا اور دکان کو خالی پاکر سوچنے لگتا کہ لاؤ دوسری جگہ سے سودا خریدلیں' اس وقت وہ دوکاندار اپنی دکان چھوڑ کر آجاتا اور سودا بیچتا' اپنا سودا نہیں' اپنے غیر حاضر ساتھی کی دکان کا سودا قیمت اس کے کاؤنٹر پر رکھ دیتا' کیا یورپ میں کبھی ایسی تجارت دیکھی گئی ہے؟

بعض سڑکیں بدوؤں سے بھری رہتی تھیں جو اپنے ڈھیلے ڈھالے کپڑوں میں ملبوس ہوتے تھے' ایسے آدمی جن کو دیکھتے ہی اندازہ ہوجاتا کہ وہ اپنے خاص راستہ پر گامزن ہیں' اپنی جانیں ہتھیلیوں پر لیے ہوئے دراز قامت' تیز عقابی نگاہوں والے ان کے پرے کے پرے دکانوں کے سامنے بیٹھے دکھائی دیتے' وہ آپس میں زیادہ بات نہیں کرتے تھے (اس لیے کہ ایک جملہ اور ایک بات توجہ سے کہی جاتی تھی اور توجہ سے سنی جاتی تھی۔ جس کی وجہ سے طویل گفتگو کی ضرورت ہی نہ پڑتی تھی) یہ بدو ہواس اور بے مقصد گفتگو سے جو فرسودہ نفوس کا شیوہ ہے بالکل ناآشنا تھے' اس منظر نے میری نظر قرآن کی اس آیت کی طرف منعطف کردی' جس میں جنت کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔ "لاتسمع فیھا لاغیۃ" (تم اس میں بیکار باتیں نہ سنوگے) خاموشی مجھے بدوؤں کی ایک فضیلت معلوم ہوئی' اپنی لانبی چوڑی عباؤں میں (جو عموماً سفید یا سیاہ ہوتی تھی) اپنے کو لپیٹے ہوئے' مہر بہ لب' وہ آپ کو ایک چپ کی طرح بھولے پن کے ساتھ دیکھتے ہوئے گزر جائیں گے' خوددار' متواضع اور ذکی الحس' اگر آپ ان کی زبان میں ان سے بات کریں تو ایک اچانک مسکراہٹ کے ساتھ ان کی آنکھیں چمکنے لگیں گی' اس لیے کہ وہ خود پرست یا خود غرض نہ تھے جن کو صرف اپنی فکر ہو' وہ سردار تھے' ذی وجاہت اور عالی مرتبہ' اپنے کو لیے ہوئے اور اسی کے ساتھ زندگی کے اور دوسرے معاملات کو بھی اپنے ہاتھ میں لینے کے لیے تیار اور مستعد۔

جمعہ کے دن دمشق میں زندگی کا نقشہ خاصا بدلا ہوا نظر آتا تھا' خوشی اور مسرت اور رعب ووقار کی ایک ملی جلی فضا شہر میں چھاجاتی تھی' میں نے یورپ میں اپنے اتوار کو یاد کرنا شروع کیا' وہ خالی دکانیں اور تنگی اور انقباض مجھے یاد آیا جو تعطیل کی وجہ سے وہاں پیدا ہوجاتا تھا' لیکن ایسا ہونا کیوں ضروری تھا' جب میں نے اس پر غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ روزمرہ کی زندگی یورپ میں لوگوں کے لیے ایک بھاری بوجھ بن چکی ہے' جس سے چھٹکارا ان کو صرف اتوار کے روز حاصل ہوتا ہے' وہ ان کے لیے صرف راحت ہی کا دن نہیں ہے' بلکہ ایک مجہول شے کی طرف فرار کا بھی دن ہے' ایک پرفریب بھول' جس کے پیچھے ہفتے کے اور دن مزید بوجھ لیے ہوئے ان کے انتظار میں موجود رہتے ہیں۔

جہاں تک عربوں کا تعلق ہے' ان کے لیے جمعہ کاموں سے فرار کا دن نہیں' اس کی وجہ یہ نہیں کہ ان کو زندگی کا پھل بلا کسی محنت ومشقت اور جدوجہد کے مل جاتا ہے' بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کے مشکل سے مشکل کام بھی ان کے شخصی رجحانات اور خواہشات کے خلاف نہیں ہوتے' روٹین برائے روٹین کے فلسفہ کا ان کے یہاں کوئی وجود نہیں' یہاں کام اور کام کرنے والے کے درمیان ایک باطنی تعلق پایا جاتا ہے' جس نے راحت وآرام کو بشرطیکہ آدمی تھکا ہوا نہ ہو غیر ضروری سا بنادیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اسلام نے بھی اس تعلق اور ہم آہنگی کو ایک فطری حالت قرار دیا ہوگا' یہی وجہ ہے کہ اس نے جمعہ کے روز کسی جبری چھٹی کا قانون نہیں بنایا' کاریگر اور چھوٹے دکاندار کچھ گھنٹے کے لیے اپنی دکانیں کھول لیتے تھے' پھر بند کرکے نماز کے لیے چلے جاتے تھے' نماز کے بعد قہوہ خانوں میں کچھ وقت گزاری کے بعد پھر کچھ گھنٹوں کے لیے دکانیں کھول لیتے' بہت کم دکانیں جمعہ کے روز بند نظر آتی تھیں' شہر کی سڑکیں ہفتہ کے اور دنوں کی طرح پرشور اور آباد رہتی تھیں' صرف جمعہ کی نماز کے وقت یہ کیفیت نہ ہوتی تھی۔

زندگی کا نظام اور جسم وروح کا خوشگوار اجتماع

ایک جمعہ کو اپنے میزبان دوست کے ساتھ جامع اموی میں گیا' اس کے سنگ مرمر کے ستونوں پر چھت کے روشن دانوں سے سورج کی شعاعیں پڑرہی تھیں' مشک کی خوشبو سے پوری مسجد معطر تھی فرش پر نیلے اور سرخ رنگ کے قالین بچھے ہوئے تھے اور سیدھی طویل صف باندھے ہوئے سینکڑوں آدمی امام کے پیچھے کھڑے تھے' وہ رکوع کرتے تھے' پھر سجدہ کرتے ہوئے اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیتے تھے' پھر ایک ساتھ پورے ڈسپلن اور انتظام کے ساتھ کھڑے ہوتے تھے بالکل فوجیوں کی طرح' ہر چیز پر سکون تھی' جب مجمع کھڑا تھا اس وقت اندر کے بڑے ہال سے امام کی آواز مجھے سنائی دے رہی تھی جو قرآن کی تلاوت کررہے تھے' جیسے ہی وہ رکوع کرتے سب لوگ ان کے ساتھ فوراً جھک جاتے' وہ سجدہ کرتے تو ایک ساتھ پوری جماعت ان کے ساتھ سجدہ میں گرجاتی' وہ اس طرح سجدہ اور رکوع کررہے تھے۔ جیسے خدا ان کی نگاہوں کے سامنے ہو۔

ختم نبوۃ

اس وقت مجھے خدا سے اور دین سے ان لوگوں کی قربت اور تعلق کا احساس ہوا' ان کی نماز' ان کی روزمرہ زندگی سے کوئی علیحدہ اور مختلف قسم کی چیز نہ معلوم ہوتی تھی' بلکہ وہ اسی کا ایک حصہ تھی' وہ زندگی کو بھلانے کے لیے نہیں پڑھی جاتی تھی بلکہ اس زندگی میں خدا کی یاد شامل کر کے اس کو اور زیادہ بہتر طریقہ پر یاد رکھنے کے لیے!

مسجد سے نکلتے ہوئے میں نے اپنے دوست سے کہا' کتنی حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ آپ لوگ خدا کو اس حد تک قریب سمجھتے ہیں' میری خواہش ہے کہ میں بھی اسی طرح سمجھ سکوں۔

انہوں نے کہا' اس کے علاوہ اور ہو بھی کیا سکتا ہے میرے بھائی' کیا اللہ جیسا ہماری مقدس کتاب نے بتایا ہے' ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب نہیں ہے!

اس نئے احساس اور نئی دریافت کا میرے اوپر خاصا اثر تھا' چنانچہ میں نے دمشق میں اپنے بیشتر دن اسلامی کتابوں کے مطالعہ میں گزارے' عربی زبان سے میری واقفیت اتنی تو تھی کہ اس میں اپنا مافی الضمیر ادا کر لیتا تھا' لیکن اتنی نہ تھی کہ میں قرآن کا براہ راست مطالعہ کر سکتا۔ اس سلسلہ میں مجھے دو ترجموں کی مدد لینی پڑی' ایک فرانسیسی اور دوسرے جرمنی' جو مجھے ایک کتب خانہ سے مستعار مل گئے' جہاں تک اور دوسری معلومات کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں مجھے یورپین مستشرقین کی کتابوں اور اپنے دوست کی باتوں پر اعتماد کرنا پڑا۔

ان مطالعوں یا گفتگوؤں کی جو بھی نوعیت رہی ہو' بہر حال ان کی وجہ سے میری نگاہوں سے ایک پردہ سا ہٹ گیا' میں افکار کی ایک ایسی دنیا کا مشاہدہ کر رہا تھا جس سے اب تک میں مطلق ناواقف تھا۔

اسلام دین کے رواجی یا اصطلاحی مفہوم سے زیادہ زندگی کا نظام بن کر میرے سامنے آیا' وہ مجھے لاہوتی نظام سے زیادہ شخصی اور اجتماعی سلوک کا ایک پروگرام اور لائحہ عمل معلوم ہوا' جس کی بنیاد خدا کی یاد پر تھی' میں نے قرآن میں کسی جگہ "چھٹکارے" کا تصور نہیں دیکھا' وہاں کوئی پہلا موروثی گناہ بھی نہیں تھا جو انسان اور اس کی قسمت یا تقدیر کے درمیان حائل ہو گیا ہو' وہاں تو یہ تھا "لیس للانسان الا ما سعیٰ" (انسان جیسی کوشش کرے گا' ویسا پائے گا) وہ کسی قسم کی رہبانیت یا فطرت کشی کا بھی طالب نہیں تھا جس کے ذریعہ طہارت کا کوئی خفیہ دروازہ کھل جاتا ہو' اس لیے کہ اس کے نزدیک طہارت اور پاکیزگی ہر انسان کا پیدائشی حق ہے اور گناہ صرف انسان کی ایجابی فطرت کی صفات کی ایک لغزش ہے' جو خدا نے اس میں ودیعت کی ہے' وہاں فطرت انسانی کی کوئی تقسیم بھی نہیں ملتی' اس لیے کہ اس کے نزدیک روح اور جسم مل کر ایک صحیح اور مکمل یونٹ تیار ہوتا ہے۔

ابتداء میں' میں یہ دیکھ کر بہت گھبرایا کہ قرآن کو صرف روحانی معاملات ہی سے دلچسپی نہیں معلوم ہوتی بلکہ وہ زندگی کے بعض ان شعبوں کا بھی بہت اہتمام کے ساتھ ذکر کرتا ہے جو مجھے بہت دنیاوی قسم کے اور حقیر معلوم ہوتے تھے' لیکن کچھ زمانہ گزرنے پر یہ بات میری سمجھ میں آ گئی اگر انسان روح اور جسم کا مجموعہ ہے تو پھر اس کی زندگی کے کسی شعبہ اور کسی پہلو سے' پہلو تہی نہیں برتی جا سکتی' اور نہ اس کو دین کے دائرہ عمل یا دائرہ اختصاص سے باہر تصور کر کے حقیر سمجھا جا سکتا ہے' لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں نے دیکھا کہ قرآن ایک لمحہ کے لیے بھی یہ فراموش کرنے کے لیے تیار نہیں کہ یہ دنیا بہر حال انسان کی ترقی کے راستہ کا ایک مرحلہ ہے' اس کا اصل مقصد روحانی ہی مزاج رکھتا ہے' مادی خوشحالی قرآن کے نزدیک مستحسن اور مستحب ہے لیکن وہ بذات خود مقصد نہیں' اسی لیے انسان کی نفسانی خواہشات کو باوجود اس کی اہمیت و ضرورت کے اخلاقی حس کے مقابلہ میں دبا دیا جائے گا' یہ اخلاقی حس صرف خدا اور بندہ کے مابین محدود نہ رہنی چاہیے بلکہ انسانوں کے آپس کے تعلقات تک وسیع ہونی چاہیے' اس کا مقصد صرف فرد کی زندگی کی روحانی تکمیل نہ ہو بلکہ سوسائٹی میں ایسے حالات بھی پیدا کرنا اس کا مقصد ہو جو دوسرے انسانوں کی روحانی ترقی اور نشوونما کے لیے سازگار ماحول اور فضا پیدا کر سکے اور جس کے سایہ میں وہ مکمل زندگی گزار سکیں۔

> یہ بدو بکواس اور بے مقصد گفتگو سے جو فرسودہ نفوس کا شیوہ ہے' بالکل ناآشنا تھے

یہ تمام چیزیں عقلی اور اخلاقی طور پر اسلام کے احترام پر ابھار رہی تھیں وہ اسلام جس کے متعلق میں نے اس سے پہلے جو کچھ پڑھا یا سنا تھا' وہ ان چیزوں کے مقابلہ میں گویا بمنزلہ صفر کے تھا' مجھے یہ معلوم ہوا کہ روحانی مسائل کے سلسلہ میں قرآن کا طریقہ عہد قدیم کے طریقہ سے زیادہ گہرا ہے' وہاں موخر الذکر کی طرح کسی خاص قوم کی پاسداری بھی نہیں ہے' مادی مسائل میں اس کا طریقہ خلاف عہد جدید کے بہت زیادہ ایجابی ہے' روح اور جسم اس کی زندگی کے دو رخ ہیں جن کو خدا نے پیدا کیا ہے۔

میں نے اپنے دل سے سوال کیا۔

کیا یہی تعلیمات اس قلبی طمانیت EMO-TIONAL SECURITY کا باعث تو نہیں ہیں جس کا میں نے عربوں میں رہ کر اس پوری مدت میں مشاہدہ کیا ہے؟

ختم نبوۃ

قسط نمبر 2

وحدت اُمّت کے خلاف قادیانیت کا ارتدادی کردار

تحریر: ابوالسیف عتیق الرحمن مراسلہ: محمد متین خالد

قادیانی فتنہ اسلام کے لیے کوئی نیا فتنہ نہیں ہے بلکہ حضور علیہ السلام کی ختم المرسلینی ﷺ پر ملحدانہ حملہ کرنے والے زمانہ میں' اور بھی کئی کذاب ودجال پیدا ہوئے' جنہوں نے قادیانی قذان کی طرح نبوت باطلہ کا ڈھونگ رچایا۔ مگر ان کا جو حشر وانجام ہوا' وہ قادیانی امت سے غالباً پوشیدہ نہیں ہے۔ بقول جگر مراد آبادی ۔

فتنے اکثر بہت اس طرح کے اٹھوائے گئے
ایسے دجال زمانے میں بہت آئے گئے

یہ حقیقت ہے کہ ملت اسلامیہ کی مجاہدانہ یلغار اور جدو جہد سے قادیانی امت کی منافقانہ روش پردہ وفاو تعمیر میں غداری و تخریب' اسلام کش اور باغیانہ عزائم کی پر خطر تحریک بہت حد تک طشت ازبام اور بے نقاب ہو چکی اور ہوتی جارہی ہے۔ اس انکشاف حقیقت اور نقاب کشائی کو دیکھ کر قادیانی امت ایک شاطر وعیار اور فاحشہ ومکار عورت کی طرح اپنی رسوائے عالم اور واضح سیاہ کاریوں' بدکاریوں اور غداریوں کو اپنے مصنوعی ومقدس وپارسائی کے لباس میں چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی ہے مگر قادیانی مرتدین پر یہ حقیقت واضح رہے کہ مدبرین پاکستان اور ملت اسلامیہ کوئی محروم البصیرۃ اور کور چشم نہیں۔ تمہاری بغاوت وغداری کے تمام بیانات واعلانات' خیالات وتحریرات' اعمال وحرکات اور جملہ دفاتر منظر عام پر آکر محفوظ ہو چکے ہیں۔ اب تم ان کو کس طرح اور کس سے چھپا سکتے ہو ۔

کس کس سے چھپاؤ گے تحریک ریاکاری
محفوظ ہیں تحریریں مرقوم ہیں تقریریں
اک پردہ وفاداری صد سازش غداری
تعمیر کی آوازیں تخریب کی تدبیریں

دعا ہے کہ ہادی مطلق تمہیں ہدایت اسلام نصیب کرے یا ختم!!

قادیانی مسیح کی اخلاقی حالت :

اوروں پہ معترض تھے لیکن جو آنکھ کھلی
اپنے ہی دل کو ہم نے گنج عیوب پایا

مرزا قادیانی نے تہذیب وشرافت اور ضابطہ اخلاق سے باہر ہو کر حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات والا صفات کے متعلق بے حد بکواس کی ہے۔ مرزائی قادیانی نے یہ درحقیقت یہودیت کی وکالت کرتے ہوئے کلمۃ اللہ حضرت مسیح نبی اللہ پر حقیر وذلیل اور رکیک حملے کیے ہیں۔ چونکہ قادیانی فتنہ باطنی طور پر' دراصل بقول واقف فتن ترجمان حقیقت علامہ اقبالؒ یہودیت کا ہی بہروپ ہے مگر ہم مرزا قادیانی کے متعلق مخالفین کے اقوال وبیانات پیش نہیں کریں گے بلکہ مسیح کذاب کی اپنی خود نوشت تہذیب کا نمونہ پیش کریں گے۔

تا سیاہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد

لہٰذا ذیل میں قادیانی مسیحیت ونبوت کا بطور نمونہ آئینہ اخلاق ملاحظہ ہو :

میں کیڑا ہوں نہ آدمی :

(۱) "جب مجھے اپنے نقصان حالت کی طرف خیال آتا ہے تو مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں کیڑا ہوں نہ آدمی۔" (تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۵۹)

بشر کی جائے نفرت :

(۲) "کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانیت کی عار"

("درثمین" از مرزا قادیانی)

میں نامرد ہوں :

(۳) "جب میں نے نئی شادی کی تھی' تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔"

("مکتوبات احمدیہ" ج ۵' نمبر ۲ ص ۱۴ وص ۲۱)

(۴) "مرزا قادیانی کو احتلام بھی ہوتا تھا۔"

(دیکھو "سیرۃ المہدی" حصہ سوم ص ۲۳۲)

(۵) "حالانکہ احتلام منافی نبوت ہے۔"

(دیکھو "سیرۃ المہدی" حصہ اول ص ۱۳۹

و "خصائص کبریٰ" جلد اول ص ۷۰)

غیر محرم عورتوں سے اختلاط : قادیانی امت کا فتویٰ

(۶) "چونکہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں' اس لیے ان کو موسم سرما کی اندھیری راتوں میں غیر محرم عورتوں سے ہاتھ پاؤں دبوانا اور ان سے اختلاط ومس کرنا منع نہیں ہے۔ بلکہ کار ثواب اور موجب رحمت وبرکات ہے۔" ("الفضل" ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء ص ۶ قادیان ۔۔۔۔۔۔ دیکھو "سیرۃ المہدی" حصہ سوم' ص ۲۱۰ وص ۲۱۳' نیز

"الحکم" ۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء)

قادیانی نبوت وخلافت اور امت ایک مقام پر :

رقص عریانی اور تھیٹر

(۷) "مرزا قادیانی اور آپ کی امت رات کو تھیٹر دیکھا کرتے تھے۔ خلیفہ محمود اور چودھری سر ظفر اللہ پیرس جا کر بالکل ننگی عورتوں کا ناچ دیکھتے رہے ہیں۔ مرزا قادیانی کا فتویٰ ہے کہ تھیٹر وغیرہ ہم نے بھی خود دیکھا ہے اور اس سے معلومات حاصل ہوتی ہیں۔" (دیکھو "ذکر حبیب" ص ۱۸ و "الفضل" ۲۸ جنوری ۱۹۳۴ء قادیان)

ختمِ نبوۃ

شراب نوشی :

(۸) "مرزا قادیانی کا اپنے خاص صحابی مسمی یار محمد کے ہاتھ اپنے لیے لاہور سے شراب منگوانا اور مرزاجی کی شراب نوشی کے متعلق عدالت میں مرزا محمود کا اعتراف۔" (دیکھو "خطوط امام بنام غلام" ص ۵ اور "مسٹر کھوسلہ کا فیصلہ" یعنی مقدمہ عاری)

زنا کی سزا :

(۹) "قادیانی شریعت میں زناکاری کی سنگین سزا صرف دس جوتے ہیں اور وہ بھی زانیہ ہی اپنے زانی کو مارے۔" ("قادیانی مذہب" ص ۸۲۴)

قادیانی پیغمبر کا فتویٰ :

(۱۰) "عدالتی مقدمات و بیانات میں اپنے فائدہ اور رہائی کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے۔"

("ذکر حبیب" ص ۳۰۶ مرتبہ مفتی محمد صادق' قادیان)

واضح رہے کہ یہ پیش کردہ حوالہ جات ہم نے صرف قادیانی امت کو مصدقہ کتب و تحریرات سے ہی پیش کیے ہیں۔ اگر ضرورت پیش آئی تو پھر ہم مرزا قادیانی اور مرزا محمود کی اخلاقی حالت' پرائیویٹ زندگی اور چال چلن کے متعلق' ان سابقہ مریدین و معتقدین' مثلاً ڈاکٹر عبدالحکیم مرحوم پٹیالوی' مولانا عبدالکریم مباہلہ' شیخ عبدالرحمن مصری' منشی فخرالدین مقتول ملتانی' حکیم عبدالعزیز' قریشی محمد صادق شبنم وغیرہ کے

معتبر حقائق بیانات بھی منظر عام پر لائیں گے۔

قادیانی مسیح کی تہذیب و شرافت :

ذیل میں ہم قادیانی مسیح کی قدرے تہذیب و شرافت کا مختصر نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ذرا اس الہامی کلام اور گفتار شیریں کو ملاحظہ فرمائیں اور "قادیانی تہذیب" کی داد دیں۔

بدکار عورتوں کی اولاد :

(۱) "کل مسلمانوں نے مجھے قبول کرلیا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کی ہے مگر کنجریوں اور بدکار عورتوں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔"

("آئینہ کمالات اسلام" ص ۵۴۰)

نوٹ :۔ لفظ بغایا۔ بغاء۔ بغیا کے معنی مرزا قادیانی نے اپنی کتب "انجام آتھم" ص ۲۸۲ "نورالحق" ص ۱۲۳ "فریاد درد" ص ۸۷ "خطبہ الہامیہ" ص ۱۷ میں نسل بدکاراں' زناکار' خراب عورتوں کی نسل' زن بدکار' زنان بازاری کے ہی کیے ہیں۔ یاد رہے۔

میرا مخالف :

(۲) "جو شخص میرا مخالف ہے' وہ عیسائی' یہودی اور جہنمی ہے۔" ("نزول المسیح" ص ۴ "تذکرہ" ص ۲۲۷ "ضمیمہ تحفہ گولڑویہ" ص ۳۱ "تبلیغ رسالت" ج ۹' ص ۲۷)

حرامزادہ کی نشانی :

(۳) "جو شخص ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا' تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے۔ حرامزادہ کی یہی نشانی ہے۔" ("انوارالاسلام" ص ۳۰)

جنگلوں کے خنزیر :

(۴) "بلاشک ہمارے دشمن بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بھی بڑھ گئیں۔"

(نجم الہدیٰ ص ۱۰ "درثمین عربی" ص ۲۹۴)

جہاں سے نکلے تھے :

(۵) "جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت لاف و گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے' وہیں داخل ہوجاتے ہیں۔"

("حیات احمد" جلد اول نمبر ۳ ص ۲۵)

دس انگلی :

(۶) "آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں۔" ("چشمہ معرفت" ص ۱۰۶)

رحم پر مہر :

(۷) "خدا نے مولوی سعداللہ لدھیانوی کی بیوی کے رحم پر مہر لگادی کہ اب تیرے گھر اولاد نہ ہوگی۔" ("تتمہ حقیقت الوحی" ص ۱۲)

نوٹ :۔ "جس طرح تمہاری ماں کے رحم پر مہر لگی تھی۔" (دیکھو اپنی کتاب "تریاق القلوب" ص ۳۷۹)

؎ شرم تم کو مگر نہیں آتی

مرزا محمود کی گل افشانی :

باپ کے بعد بیٹے یعنی مرزا محمود کی خوش کلامی اور تہذیب پر سردست صرف دو حوالہ ہی ملاحظہ ہوں۔ خلیفہ صاحب اپنے ایک خطبہ نکاح میں ایک مسلمان بزرگ کے متعلق فرماتے ہیں کہ :۔

(۸) "حضرت مسیح موعود کے قریباً ہم عمر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی تھے۔ ان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا' ان کو اگر حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا صاحب) کی حیثیت معلوم ہوتی اور وہ جانتے کہ میرا ہونے والا بیٹا محمد رسول اللہ صلعم کے ظل اور بروز کے مقابلہ میں وہی کام کرے گا' جو آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں ابوجہل نے کیا تھا' تو وہ ۔۔۔۔۔ اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔"

("بیان مرزا محمود" مندرجہ "الفضل" ۲ نومبر ۱۹۲۲ء)

میرا آزار بند :

(۹) "میں نے رویاء میں دیکھا کہ ایک بڑا ہجوم ہے۔ میں اس میں بیٹھا ہوں اور ایک دو غیر احمدی بھی میرے پاس بیٹھے ہیں۔ کچھ لوگ مجھے دبا رہے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص جو سامنے کی طرف بیٹھا تھا' اس نے آہستہ آہستہ میرا آزار بند پکڑ کر گرہ کھولنی چاہی۔ میں نے سمجھا اس کا ہاتھ اتفاقاً لگا ہے اور میں نے آزار بند پکڑ کر اس کی جگہ پر لٹکا دیا۔ پھر دوبارہ اس نے ایسی ہی حرکت کی اور میں نے پھر یہی سمجھا کہ اتفاقیہ اس سے ایسا ہوا ہے۔ تیسری دفعہ پھر اس نے ایسا ہی کیا۔ تب مجھے اس کی بدنیتی کے متعلق شبہ ہوا اور میں نے اسے روکا نہیں' جب تک کہ میں نے دیکھ نہ لیا کہ وہ بالارادہ ایسا کر رہا ہے۔"

(بیان مرزا محمود "الفضل" ۳ ستمبر ۱۹۳۷ء)

ختم نبوة

قادیانی خاندان نے اسلام قبول کرلیا

چناب نگر (نمائندہ خصوصی) چناب نگر کے نواحی گاؤں چھتی قریشاں کے آٹھ افراد نے قادیانیت چھوڑ کر اسلام قبول کرلیا ہے، تفصیلات کے مطابق اسلام قبول کرنے والے نیک بخت افراد میں چار مرد اور چار خواتین شامل ہیں، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے مندرجہ ذیل گواہوں کے روبرو بقائمی ہوش حواس، بغیر کسی دباؤ و لالچ، جبر و اکراہ کے اپنی رضا و رغبت اور پوری آزادی کے ساتھ فرداً فرداً اعلان کیا کہ ہم اپنے سابقہ مذہب قادیانیت سے توبہ کرکے اسلام قبول کرتے ہیں اور حلفیہ شہادت دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے وہ اپنی ذات و صفات میں وحدہ لاشریک لہ ہے اور وہی معبود برحق ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور ان کے بعد تا قیامت کسی کو تشریعی یا غیر تشریعی اور ظلی و بروزی کسی قسم کی نبوت نہیں ملے گی۔ ہم عقیدۂ ختم نبوت پر مکمل ایمان اور یقین صادق کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص عقیدۂ ختم نبوت کا انکار یا دعوائے نبوت کرے خواہ بلاواسطہ یا بالواسطہ یا تاویل کے ساتھ ایسا شخص، زندیق، کافر، مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ ہم قادیانیت سے برأت کے بعد اس عقیدے کا اظہار کرنا اہم جزو سمجھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون، کذاب، دجال، کافر، مرتد اور زندیق تھا اور وہ اپنے دعوائے مجددیت، مہدویت، مسیحیت، نبوت و رسالت میں سراسر جھوٹا تھا اور اس کو ماننے والے لاہوری ہوں یا قادیانی جو خود کو احمدی کہتے ہیں کافر زندیق مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔ آج کے بعد ہمارا مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ رہے گا اور یہ بات ایمان کا حصہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہم السلام قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق امت محمدیہ کی رہنمائی فرمائیں گے۔ لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوائے مسیحیت میں بالکل جھوٹا تھا، آخر میں پھر اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم فرداً فرداً اپنی مرضی، رضا و رغبت مکمل ہوشمندی کے ساتھ بغیر کسی جبر و اکراہ لالچ اور دباؤ کے آج اس حلفیہ اقرار نامہ پر دستخط کرکے قادیانیت سے مکمل برأت کا اعلان کرتے ہیں۔ نومسلم خواتین و حضرات میں جناب اظہر حسین ولد اکبر، محمد یوسف ولد اکبر حسین، امتیاز حسین، محمد آصف ولد اکبر حسین (نمبردار) ان کے علاوہ چار خواتین بھی شامل ہیں جنہوں نے مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں حضرت مولانا غلام مصطفیٰ مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و خطیب جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر، حضرت مولانا محمد یعقوب، غلام حسین اور جناب ناصر حسین قریشی کی موجودگی میں اسلام قبول کیا۔

ازاں بعد مولانا غلام مصطفیٰ نے جامع مسجد تقویٰ میں خطاب بھی کیا، جس میں پورے علاقہ کے مسلمانوں نے بھرپور شرکت کی نومسلم خواتین و حضرات کو مبارکباد پیش کی اور مولانا خان عابد حسین کی دعائے خیر پر خطاب اختتام ہوا۔

قادیانی ملک وملت کے بدترین دشمن ہیں: مولانا خان محمد کندھانی

گمبٹ (حکیم عبدالواحد بروہی) قادیانی ملک و ملت کے غدار ہیں، نت نئی سازشوں کے ذریعے سرگرم عمل رہتے ہیں، دیہاتوں میں خاص کر سادہ لوح عوام میں مختلف انداز میں قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہیں یہ بات مولانا خان محمد کندھانی نے خیر پور میرس اور ضلع نوشہرو فیروز کے تبلیغی دورے کے بعد کہی، انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ گوٹھ سلمان انڑ میں حضرت مولانا عبدالحق لاشاری کی صدارت میں ہونے والے اجلاس میں جناب اللہ بخش انڑ نے بتایا کہ گلاب نامی مرزائی حکیم نے قادیانیت کی بھرپور تبلیغ کی اور بہت سے مسلمانوں کو قادیانی مرکز چناب نگر کے چکر لگواتا رہا اور مسلمان جب قادیانی چکروں سے آگاہ ہوگئے تو حکیم گلاب نے راہ فرار اختیار کی اور ربوہ میں جاکر پناہ لی۔ مولانا خان محمد کندھانی نے سندھ کے دیگر علاقوں میں مختلف مقامات پر نزول عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر بیانات بھی کئے۔

اعلان

عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۴۱/۴۲ کو یکجا کیا جارہا ہے۔ ایجنسی ہولڈرز اور قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

قادیانیوں کو خیر پور میرس اور رانی پور کے علاقوں میں خلاف اسلام سرگرمیوں سے باز رکھا جائے: عبدالسمیع شیخ

گمبٹ اور گردونواح میں قادیانیوں کی قانون توہین رسالتؐ کی خلاف ورزی کا سدباب کیا جائے: مولانا خان محمد کندھانی

گمبٹ (نمائندہ خصوصی) قادیانی خیر پور میرس اور رانی پور کے علاقوں میں اپنی اشتعال انگیز سرگرمیوں کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہوئے مسلمانوں کی غیرت ایمانی پر شب خون مارنے کی بھرپور مہم جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جناب عبدالسمیع شیخ اور خان محمد کندھانی نے اپنے ایک مراسلے کے ذریعے تفصیلات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ سوبھوڈیرو، سندھ میں قادیانیوں نے آئین پاکستان کی خلاف ورزی کا ارتکاب کرتے ہوئے ایک جلسہ کا انعقاد کیا اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح کئے۔ مزید برآں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے عہدیداروں نے ایک مشترکہ بیان کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ قادیانیوں کی خیر پور میرس، رانی پور اور اندرون سندھ اشتعال انگیز سرگرمیوں کا بروقت سدباب کرکے پاکستان کے قانونی اور آئینی تقاضوں کو پورا کرے۔

اللہ اللہ جانِ جاناں کا پیام آہی گیا

اللہ اللہ جانِ جاناں کا پیام آہی گیا
لطف کا پروانہ اک دن میرے نام آہی گیا

جذبہ بے اختیار شوق کام آہی گیا
اک فقیر بے نوا تک دور جام آہی گیا

عاجز و درماندہ، سرتاپا شکستہ ہائے ہائے
رفتہ رفتہ تا در بیت الحرام آہی گیا

آب حیات کی تمنا تھی، سو پوری ہوگئی
چشمہ زم زم پہ آخر تشنہ کام آہی گیا

اپنے ارماں پورے کرلے، خوب جی بھر کر یہاں
اے دل بیتاب! لے تیرا مقام آہی گیا

میری جاں جس پر فدا، کون و مکاں جس پر نثار
سامنے وہ روضہ خیر الانامﷺ آہی گیا

بارگاہ قدس میں بہر سلام آہی گیا
حاضری اب ہورہی ہے سال کے بعد اے نفیسؔ
صبح کا بھولا ہوا گھر اپنے شام آہی گیا

حضرت مولانا سید نفیس شاہ صاحب مدظلہ

REGD. NO. SS-160

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی' تحفظ ناموس رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف :

☆عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔ ☆یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

☆ تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرہ امتیاز ہے۔ ☆ اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔

☆ لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو' عربی انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دو ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

☆ چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالی شان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دارالمبلغین قائم ہے۔ جہاں علماً کو ردِ قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے' مدرسہ اور دارالتصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔ ☆ ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔

☆ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین' تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

☆اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرسیں منعقد کی گئیں۔ ☆ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے راہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب : اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں : مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں' زکوۃ' صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں ☆ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جاسکے۔

(نوٹ) مجلس کے مقامی دفاتر میں رقوم جمع کرا کر مرکزی رسید حاصل کرسکتے ہیں۔

کراچی کے احباب نیشنل بینک پرانی نمائش برانچ اکاؤنٹ : 9-487 میں براہ راست رقم جمع کر کے دفتر کو اطلاع دیں۔

(حضرت مولانا) خواجہ خان محمد	(حضرت مولانا) سید نفیس شاہ الحسینی	(مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ترسیل زر کا پتہ : دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' حضوری باغ روڈ ملتان فون : 514122

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون : 7780337